REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۲۸ — شمارہ ۸

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:- جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN Pin. 143516.

۲۴ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ — ۲۲ تبلیغ ۱۳۵۸ ہش — ۲۲ فروری ۱۹۷۹ء

Nazir Baitul Mal, Sadr Anjuman Ahmadiyya, QADIAN-143516 (IND)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۹ تبلیغ (فروری)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۱۵ فروری ۷۹ء کی اطلاع مظہر ہے کہ

"حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۹ تبلیغ (فروری)۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع اہل و عیال تاحال ربوہ کے سفر پر ہیں۔ احبابِ جماعت دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کا ہر جگہ حافظ و ناصر رہے اور آپ سب بخیریت مرکزِ سلسلہ واپس تشریف لائیں۔ آمین۔

مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ اسلام کو ادیانِ باطلہ کے حملوں سے بچاؤں اور اسے غالب کروں!

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو غلبہ اِس وقت اسلام پر دُوسرے مذاہب کا ہُوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے۔ پس اِس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیانِ باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں۔ اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکاتِ سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اِس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائے گا کہ وُہ اسلام کی مخالفت کے لئے کیا سامان کر رہے ہیں۔ اور اُن کا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا۔ پس اس غرض کے لئے مجھے خُدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اور مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا۔ اور اُس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہاں یہ سچّی بات ہے کہ اِس غلبہ کے لئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں۔ اور نہ خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ .... غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دُوسرے ادیان پر ہو۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۶۰)

صاحبزادی اَمۃُ الکریم کوکب صاحبہ بنت محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی

تقریبِ رُخصتانہ

قبل ازیں ماہ جنوری ۷۹ء میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی دخترِ نیک اختر صاحبزادی امۃ الکریم کوکب صاحبہ کی تقریبِ رخصتانہ کی مختصراً اطلاع قارئینِ بدر تک پہنچائی جا چکی تھی۔ اب اس تقریب کی کسی قدر تفصیل اخبار الفضل مورخہ ۲/۶ ۷۹ میں شائع ہوئی ہے۔ جو احباب کے علم میں لائی جا رہی ہے۔ ایڈیٹر

---

۱۱ جنوری ۱۹۷۹ء کو (بروز جمعرات) اڑھائی بجے بعد دوپہر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (ابن حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی صاحبزادی محترمہ امۃ الکریم کوکب صاحبہ کی تقریبِ رخصتانہ عمل میں آئی جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی از راہِ شفقت شمولیت فرمائی۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الکریم کوکب صاحبہ کا نکاح محترم رفیع الزمان خان صاحب کے صاحبزادہ مکرم ماجد احمد خان صاحب سے بعوض پچیس ہزار روپیہ حق مہر ہُوا تھا۔ ماجد احمد خان صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسہ ہیں اور محترمہ امۃ الکریم کوکب صاحبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی ہیں۔

تقریبِ رخصتانہ کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہُوا جو کہ مکرم حافظ عبدالوہاب صاحب نے کی۔ جس کے بعد مکرم مغفور احمد صاحب ابن محترم چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند دعائیہ اشعار پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کرائی۔ حضور نے اندرونِ خانہ بھی تشریف لے جا کر بچی کو اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔

۱۳ جنوری ۱۹۷۹ء کو مکرم رفیع الزمان خان صاحب نے اپنی کوٹھی نمبر ۵ طفیل روڈ لاہور چھاؤنی میں مکرم ماجد احمد خان صاحب کی دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا۔ اس میں دیگر بزرگانِ سلسلہ و احبابِ جماعت کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی از راہِ کرم شمولیت فرمائی اور دعوت کے اختتام پر دعا کرائی۔

ادارہ بدر اس مبارک تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ خاندان حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اور خاندان مکرم رفیع الزمان خان صاحب کے تمام افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقریب کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور مثمر ثمراتِ حسنہ کرے۔ آمین۔

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۲ تبلیغ ۱۳۵۸ ہش

اسلامی ممالک میں نظامِ مصطفےٰ یا اسلامی قوانین کے اجراء کی ایک نئی لہر

ایران کے انقلابی مذہبی لیڈر آیت اللہ خمینی نے اپنے حامیوں سمیت ۱۲ فروری سے مُلک ایران کا اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب سالہا سال سے چل رہا شاہنشاہیت کا دَور یکسر ختم ہوگیا خمینی نے اپنے مُلک کو اسلامی جمہوریۂ ایران قرار دیئے جانے اور اپنے یہاں اسلامی قوانین نافذ کرنے کا بھی اعلان کیا ہے۔ صرف ایران ہی نہیں بلکہ ایران ہو یا پاکستان، لیبیا ہو یا اَور کوئی مُسلم ممالک ان سبھی ممالک میں نظامِ مصطفےٰ یا اسلامی قوانین کے اجراء کی ایک نئی لہر چل رہی ہے۔ سعودی عرب میں تو شروع ہی سے حدود و قصاص کے لئے اسلامی قوانین نافذ ہیں۔ اور اُن پر سختی سے عمل بھی ہو رہا ہے۔ دیگر اسلامی قوانین کی تفصیلات کا ہمیں علم نہیں۔ دُنیا کا خواہ کوئی بھی اسلامی مُلک ہو اُس کے اسلامی ہونے کے ناطے اس میں بود و باش رکھنے والے سبھی مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اسلامی قوانین پر عامل ہونا چاہیئے۔ اور اپنے عمل سے غیر مُسلم دُنیا کے سامنے اسلام کی ایسی حسین تصویر پیش کرنا چاہیئے کہ ہر دیکھنے والے کا دِل خود بخود اسلام کا گرویدہ بن جائے۔ لیکن افسوس کہ اسلامی مملکتیں تو برسوں سے چلی آرہی ہیں۔ لیکن وہاں کے باشندوں کی طرف سے ایسا اثر انگیز نمونہ دُنیا نہیں دیکھ سکی ـــ!

اگرچہ مُسلمانوں نے گزشتہ چودہ سو سالوں میں دُنیا کے بڑے حصّہ میں اپنے علوم و فُنون نہ مٹنے والے بہت سے اثرات چھوڑے ہیں۔ لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ انہی مسلمانوں کی نسلیں عملی طور پر اسلام کی حقیقی رُوح سے بیگانہ ہوتی چلی گئیں۔ حتیٰ کہ مولانا حالی ہوں ڈاکٹر اقبال، اسلام کا درد رکھنے والے ان سبھی شعراء نے اپنے کلام میں مسلمانوں کی اِس افسوسناک حالت کا نقشہ بڑے ہی جامع الفاظ میں کھینچ دیا ہے۔ اُن کا یہ کلام اس قدر مشہور و معرُوف ہے کہ اِس جگہ اس کے نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ تاہم اس سے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کا دم بھرنے اور حاملِ قرآن اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا دعویٰ رکھنے کے باوجود یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ عہدِ حاضر میں ہر جگہ ہی مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی تعلیمات سے بہت دُور ہوتی چلی گئی۔

حالاتِ زمانہ کی زبردست تبدیلی کے نتیجہ میں کچھ عرصہ سے متعدد اسلامی ممالک میں ایک خاص لہر دیکھنے اور سُننے میں آرہی ہے۔ اُن کے خیال میں عامۃ المسلمین کی اپنی کھوئی ہوئی شوکت اور عظمت کو واپس لانے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی ممالک میں قرآن و حدیث کے بتائے ہوئے طریق پر اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔ اگرچہ ہر مُلک کے اندر رائج ہونے والے قوانین ضروری نہیں کہ لفظاً و تفصیلاً یکساں ہوں۔ تاہم یہ ایک خوش آئند تبدیلی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ بہت سے خدشات بھی سامنے آتے ہیں۔ خدا کرے کہ برادرانِ اسلام کو ان خدشات پر قابو پالینے کی توفیق ملے۔

اِس وقت غیر مُسلم دُنیا کی نظریں اُس عملی نمونہ کو دیکھ لینے پر جمی ہوئی ہیں جو کسی بھی اسلامی مُلک میں نظامِ مصطفےٰ یا اسلامی آئین کے نفاذ کے بعد منظرِ عام پر آئے۔ عمل کے میدان میں یہ تجربہ کامیاب ہوتا ہے یا نہیں، یہ تو وقت ہی بتائے گا تاہم۔ اِسلامی ممالک میں چل رہی اِس تحریک کا ایک فائدہ تو ضرور ہوگا کہ مغربی دُنیا جو اَب تک اسلام کے بارہ میں کچھی کچھی سی رہی ہے۔ اب اُسے اپنے یہاں کی معاشرتی اور حکومتی طرزِ زندگی کے مقابلہ میں بعض پہلوؤں سے اسلام کی بیان کردہ طرزِ زندگی حکومت کی ذمّہ داریوں اور عوام کے حقوق کے تحفظ سے کسی قدر آگہی ہو جائے گی۔

اِس لہر کی کامیابی کے سلسلہ میں جن خدشات کا اسلام پسند طبقہ کو شدید اِحساس ہے اُن میں سرِ فہرست عامۃ المسلمین کی اپنی عملی زندگی میں اسلامی رنگ میں رنگین نہ ہونا ہے۔ یہ ایسی کمزوریاں ہیں جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ یہ کمزوریاں انفرادی بھی ہیں اور اجتماعی بھی۔ اِس لئے ہر اسلام پسند کے لئے یہ بات فکرمندی کا باعث ہے کہ جس شدّ و مدّ سے اِس وقت بعض اسلامی ممالک میں نظامِ مصطفےٰ یا اسلامی قوانین کے اجراء پر زور دیا جا رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان ممالک کے مُسلم باشندگان کی گوناگوں عملی کمزوریوں اور اسلام کے بارہ میں خام ایمان کے سبب۔ یہ سب بنے بنائے قوانین غیر مُسلم دُنیا پر اسلام کے حق میں خاطر خواہ اثر پیدا کرنے کی بجائے اسلام کو بدنام کرنے کا موجب ہوں۔

نعرہ تو نظامِ مصطفےٰ کے اجراء کا لگایا جاتا ہے۔ لیکن ہمیں معاف فرمایا جائے، عملی طور پر مصطفوی نظام کی شروعات تک کو بھی نہ سمجھا گیا ہے اور نہ اس کے مطابق پروگرام کو ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم ہمیشہ ہی اِس پختہ رائے بلکہ محکم یقین پر قائم ہیں کہ نظامِ مصطفےٰ کو باہر سے افراد پر ٹھونسا نہیں جا سکتا۔ بلکہ یہ وُہ بابرکت نظام ہے جو پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عملی نمونہ سے قرآنِ کریم کی پہلی وحی کے نزول اور غارِ حراء سے واپسی پر جاری فرمایا۔ جس کا سلسلہ حضورؐ کی وفات تک جاری رہا۔ وحیِ قرآنی محض ایک پیغام ہی نہ تھا بلکہ روزِ اوّل ہی سے ہر وہ آدمی جو اسلام کی پیش کردہ تعلیم کو سُن کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوتا، مصطفوی نظام اُس کی زندگی کا نقشہ ہی یکسر بدل کر رکھ دیتا۔ ہر مُسلمان کی زندگی اسلام کی جیتی جاگتی تصویر اور پُر اثر تبلیغ کا رنگ رکھتی تھی۔

وہ لوگ (خواہ کس قدر عالم و فاضل ہی کیوں نہ ہوں) ہمارے نزدیک بہت بڑی غلطی پر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عہدِ نبویؐ میں نظامِ مصطفےٰ کا اجراء مدینہ جاکر ہوا۔ جیسا کہ ہم نے اُوپر بیان کیا ہے۔ مصطفوی نظام تو پہلے روز ہی سے شروع ہوگیا تھا۔ جب غارِ حراء میں پہلی قرآنی وحی نازل ہوئی اور حضورؐ نے اپنے گھر آکر اپنی رفیقۂ حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو سارا ماجرا سُنایا جو سُنتے ہی نہ صرف آپ پر دل و جان سے ایمان لے آئیں بلکہ آپ نے بڑے ہی مؤثر طریق پر آپ کو اپنے مشن میں کامیاب و کامران ہونے کی تسلی دی۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد بزرگ مَردوں میں سے حضرت ابوبکرؓ بھی حضورؐ کی سابقہ صداقت شعار زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے بغیر کسی مزید دلیل سُننے کے آپؐ پر ایمان لے آئے۔ اور آپؐ کے بتائے ہوئے طریق پر زندگی گزارنے کا عہد کیا۔ اِسی طرح حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ کا حال ہے۔ اس کے بعد جس زبردست رُوحانی انقلاب کی رَو چلی اُس کو ایک دُنیا جانتی ہے۔ ایک طرف حلقہ بگوشِ اسلام ہونے والوں کا اسلام میں پختہ یقین۔ دُوسری طرف اُن کی زندگی میں زبردست نیک تبدیلی۔ یہ دونوں باتیں غیروں پر غیر معمولی اثر کئے بغیر نہ رہیں۔ انہی کی بدولت اسلام کا دائرہ باوجود شدید بیرونی مخالفت اور ایذا رسانی کے وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔

پس نظامِ مصطفےٰ کا ابتدائی سِرا اسی مقام سے شروع ہوتا ہے۔ یہی وُہ نقطۂ آغاز ہے جس کو آج بھی نظامِ مصطفےٰ کے اجراء یا اسلامی ضابطۂ حیات کے نفاذ کی بُنیاد بنا کر آگے بڑھایا جانا چاہیئے۔ اسی سے وہ تمام خدشات بھی جاتے رہتے ہیں جن کی طرف، ہم ابھی اشارہ کر چکے ہیں۔ اور اسی کی عمل آوری سے حقیقی معنوں میں اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا عہدِ خوشتر شرُوع ہوتا ہے۔

اس وقت اِس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ پہلے نمبر پر نام کے مُسلمانوں کو کام کے مُسلمان بنایا جائے۔ اُن کے دِلوں میں ایسا زندہ ایمان پیدا کیا جائے جس کے نتیجہ میں صحابہ کرامؓ جیسی زبردست قُوّتِ عملیہ پیدا ہوتی ہے۔ دُنیا اِس بات کو مانے یا انکار کر دے، ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اِس فطرتی رنگ کے رُوحانی انقلاب کی عمل آوری کا کام نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ عالمگیر سطح پر حضرت امام مہدی علیہ السلام اور آپؑ کی برگزیدہ جماعت کے ذریعہ شرُوع ہے جو تازہ بتازہ آسمانی نِشانوں کے ساتھ ساتھ پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق محبّت پیار اور دلیل کے ذریعہ اسلام کی برتری اور خُوبی واضح کرکے اسلام اور مقدّس بانیٔ اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لوگوں کے دِل جیت رہی ہے۔ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ اسے نمایاں طور پر کامیابی بھی حاصِل ہو رہی ہے۔

آخر میں ایک اَور بات بیان کرکے ہم آج کے مقالہ کو ختم کرتے ہیں کہ نظامِ مصطفےٰ کے پھر سے اجراء کی جو تشریح و تفصیل مختصراً ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ضروری نہیں کہ سب جگہ باقاعدہ اسلامی حکومتیں ہی قائم ہوں تب جاکر نظامِ مصطفےٰ کا اجراء ممکن ہے بلکہ جس صورت میں کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور واقعاتی لحاظ سے اس وقت ایک خاصی تعداد مُسلمانوں کی ایسے ممالک میں بود و باش رکھتی ہے جو غیر مُسلم ہیں۔ اُنہیں اِس سلسلہ میں کسی صورت میں دلگیر ہونے کی ضرورت نہیں کہ کاش! ہم بھی کسی اسلامی مُلک میں ہوتے اور نظامِ مصطفےٰ کی عمل آوری میں حصّہ دار بنتے۔ بلکہ ہر سچا مُسلمان جہاں بھی ہے اپنے کُنبہ کے سبھی افراد کو پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کراتے ہوئے اور خود بھی اسی رنگ میں رنگین ہوتے ہوئے اپنے محدُود دائرہ میں نظامِ مصطفےٰ کی عمل آوری میں حصّہ دار بن سکتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اسلام کی وسیع تعلیم میں بعض ایسے احکام بھی ہیں جو حکومت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن کی ذمّہ داری

(باقی دیکھئے صلا پر)

جماعت احمدیہ قانون کی پابند، نوعِ انسان کی خیرخواہ اور تکبر و فخر سے مجتنب رہ کر ہمیشہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنیوالی ہے

وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مست ہے اور ان سے قطع تعلق کرنیکا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتی

ہم علیٰ وجہ البصیرت اس یقین پر قائم ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے اس زمانہ میں غلبۂ اسلام کیلئے پیدا کیا ہے

صد سالہ جوبلی منصوبہ کی برکات اور لندن میں منعقدہ بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس کے شاندار نتائج کا ایمان افروز تذکرہ!

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۷۸ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز اختتامی خطاب!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو جو بصیرت افروز خطاب فرمایا، اس کا مکمل متن اخبار الفضل مورخہ ۲۸ ۱/۷۹ میں شائع ہوا ہے۔ قارئینِ بدر کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

دنیا میں ہر جماعت کا کوئی نشان ہوتا ہے کچھ علامات ہوتی ہیں کچھ مزاج ہوتا ہے۔ کچھ صفات ہوتی ہیں۔ اس وقت میں جماعت احمدیہ کے مزاج اور جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو صفات پیدا کی ہیں ان کے متعلق پہلے کچھ مختصر بیان کروں گا۔ جماعت کی

پہلی نمایاں صفت

یہ ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی عاجز اور منکسر المزاج جماعت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عاجزانہ راہیں پسند ہیں اور جو چیز ہمارے محبوب خدا کو پسند ہے وہی ہمیں بھی پسند ہے۔ اس لئے ہم احمدی عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنے والے ہیں اور ہمارے دلوں میں کبھی

تکبر اور فخر کے جذبات

پیدا نہیں ہوتے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انعامات میسر آتے ہیں اور وہ بے حد و شمار ہیں۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری کسی خوبی کے نتیجہ میں ہمیں خدا کی طرف سے نہیں ملے بلکہ یہ محض اس کا فضل ہے کہ اس نے اپنے ان انعامات سے ہمیں نوازا ہے۔

دوسری صفت

یہ ہے کہ ساری دنیا سے پیار کرنا اور ان کے لئے محبت کے جذبات رکھنا جماعت احمدیہ کا شعار ہے اور یہ محض زبان کا دعویٰ نہیں بلکہ ہمارے اعمال کا ہر پہلو اس بات پر شاہد ہے کہ ہم نوع انسانی سے پیار کرنے والے اور اس کی خیرخواہی کرنے والے ہیں اور دنیا کا کوئی انسان نہیں جس سے ہمیں دشمنی ہو۔ دشمنی کسی سے نہیں اور پیار کا جذبہ اور خیرخواہی کا جذبہ ہر ایک کے لئے ہے۔ اور میں نے بڑا غور کیا اور بڑا مشاہدہ کیا۔ دنیا میں سب سے زیادہ طاقت خدا تعالیٰ نے جس کو دی ہے وہ پیار ہے

انسانی تاریخ میں

کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ نفرتیں آخر کار کامیاب ہوئی ہوں۔ بلکہ ہم نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ پیار و محبت کے حامل اور علمبردار لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمتوں سے نوازا اور انسان کے خادموں سے خدا تعالیٰ نے پیار کیا۔ انسان کے دشمنوں سے اس نے پیار نہیں کیا اور نہ ہی اپنی برکتوں سے انہیں نوازا۔ جب ہم کسی چیز کے متعلق بولتے ہیں تو صوتی لہروں کے ساتھ ہماری جذباتی لہریں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب میں عیسائیوں اور دہریوں سے یورپ میں بات کرتا ہوں۔ اور یہ بات ان سے بیان کرتا ہوں کہ اسلام نے ہمیں محبت کرنا سکھایا ہے نفرت کرنا نہیں سکھایا تو ان کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔

تیسری صفت

جو جماعت میں پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایک امن پسند جماعت ہے جو قانون شکنی نہیں کرتی۔ اور فساد خواہ کسی رنگ میں پایا جائے اس میں حصہ دار نہیں بنتی۔ قانون کا احترام کرتی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے کوئی قانون نہ ٹکرائے تو وہ قانون کی پابندی کرتی چلی جائے گی۔ اور جہاں تک ہم نے دیکھا ہے اور آج کی دنیا کا مطالعہ کیا ہے۔ انسان جان بوجھ کر ایسے قوانین نہیں بنا رہا۔ جو دوسرے انسانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے والے ہوں۔ لیکن بعض دفعہ ایسے استثناء پائے جاتے ہیں کہ جو لوگ دنیا میں قانون چلانے والے ہیں افریقہ میں، انگلستان میں یورپ میں امریکہ میں، جزائر وغیرہ میں۔ میں ساری دنیا کی بات کر رہا ہوں۔ ان میں سے بعض لوگ ایسے متعصب ہوتے ہیں جو قانون کا غلط استعمال کرتے اور بعض لوگوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن وہ قومیں جن میں ایسا واقعہ ہوتا ہے اسے پسند نہیں کرتیں۔ مثلاً میرے اسی سفر کے دوران جب میں نے

مغربی افریقہ جانے کا پروگرام

بنایا تو نائیجیریا کے ایک افسر نے بلاوجہ اپنے بالا افسروں سے غلط باتیں بیان کر کے وقتی طور پر یہ حالت پیدا کر دی کہ نائیجیریا نے ویزا دینے کے بعد ہمارا ویزا واپس لے لیا۔ اور پھر چند دن کے بعد انہوں نے معذرت بھی کر دی کہ ہمیں بڑا افسوس ہے کہ ایسا ہوا۔ اور ہم خوش نہیں ہیں کہ

ہم نہیں کہ کسی شخص نے اس قسم کے حالات پیدا کئے۔ اب وہ اس سے
ہیں اس کا ہمیں علم نہیں۔ نہ ہمارا اس سے کوئی تعلق ہے
بدخواہی کرتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ اس شخص کو معاف ہی
کر دیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اسی میں اس کی بھی اور اوروں کی بھی بہتری ہے۔
میں یہ بتا رہا ہوں کہ قانون کا اجراء کرنے والے بعض دفعہ غلطی کرتے
ہیں لیکن اس مہذب دنیا میں غلط قسم کے قانون نہیں بنائے جا رہے
اِلّا ماشاء اللہ۔ اگر بنائے جاتے ہیں تو اس کے لئے بہت سے

عقلی اور اخلاقی دلائل

دیئے جاتے ہیں کہ یہ قانون ہے اور اس کے پیچھے عقل یہ کہتی ہے اور
اخلاقی اقدار یہ کہتی ہیں۔ مثلاً ساؤتھ افریقہ اس ملک میں بسنے والے
افریقنز کا ملک ہے اور ہمارے نزدیک سفید فام اقوام کو کوئی حق نہیں
پہنچتا کہ وہ ان کے ملک پر ظالمانہ قبضہ جمائے رکھیں۔ ۱۹۷۰ء کے دورے
میں جب میں افریقہ سے لنڈن واپس آیا۔ تو اس وقت وہاں امیگریشن
(immigration) کے بارے میں بڑا چرچا تھا کہ لوگ زیادہ آ رہے
ہیں ان کی آمد کا سلسلہ بند کیا جائے۔ وہاں جانیوالوں میں ہمارے علاقے
اور ہمارے ملک کے لوگ بھی تھے اور دوسرے ممالک سے بھی آئے ہوئے
تھے۔ غیر ملکیوں نے کہا کہ اس کے منہ سے نکلوائیں کہ انگریز غیر ملکیوں پر
بڑا ظلم کر رہے ہیں۔ اور پھر اسے ساری دنیا میں پھیلائیں۔ مجھے پہلے پتہ
لگ گیا۔ میں نے انہیں کہا کہ جو بات سچی سمجھتا ہوں میں تو اسی کا اظہار
کروں گا تمہارے مطلب کی بات نہیں کروں گا۔ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں
میں مذہبی آدمی ہوں اور

سچ بولنا میرا شعار ہے

در میرا فرض ہے اور میرا طرۂ امتیاز ہے۔ میں ڈپلومیسی استعمال نہیں کر سکتا
اس لئے میں نے انہیں کہا کہ ایسے سوال نہ کریں۔ لیکن انہوں نے
سوال کر دیا۔ چنانچہ جب انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ انگریز ہم لوگوں کو اپنے
ملک میں آنے نہیں دیتے۔ آ جائیں تو ٹھہرنے نہیں دیتے۔ اس کے متعلق
آپ کا کیا خیال ہے۔ تو میں نے جواب میں کہا کہ بات یہ ہے کہ

انگلستان کا جزیرہ

انگلستان میں بسنے والوں کا ہے۔ انگریز کا ملک ہے۔ اگر وہ تمہیں یہاں
رہنے دیں تو یہاں رہو۔ اگر وہ کہیں کہ یہاں سے چلے جاؤ تو یہاں
سے چلے جاؤ۔ لیکن میں نے انہیں کہا کہ میں تمہیں ایک بات بتا دیتا
ہوں۔ اگر تم ان کے دل جیتنے میں ناکام رہو تو تمہارا کوئی حق نہیں ہے
کہ یہاں رہو۔ اور اگر تم ان کے دل جیتنے میں کامیاب ہو جاؤ تو وہ تمہیں
ہرگز یہاں سے نہیں نکالیں گے۔ پھر کسی نے مجھ سے سوال کیا کہ ساؤتھ
افریقہ کے متعلق کیا خیال ہے۔ میں نے کہا کہ ساؤتھ افریقہ ساؤتھ افریقنز
کا ہے۔ وہاں انگریز کو رہنے کا حق نہیں۔ اگر افریقن کہیں کہ انگریز وہاں
سے چلا جائے تو ان کو وہاں سے واپس آ جانا چاہیئے۔ اور اگر یہ ان کے
دل نہیں جیت سکتے تو ان کو وہاں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ لیکن اگر یہ ان
کے دل جیت لیں اور وہ اپنی خوشی، اور پیار سے انگریز کو سفید فام کو
وہاں رکھنے کے لئے تیار ہوں تو پھر کسی اور کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔
غرض جس وقت دنیوی عقل اور کم عقلی کا مرکب

غلط قسم کے قانون

بنانا ہے تو اس کے لئے بھی جواز پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے عقلی جواز
بھی اور اخلاقی جواز بھی۔ مثلاً ساؤتھ افریقہ کہے گا کہ یہ لوگ بڑے بیک ورڈ
(Backward) اور ترقی یافتہ نہیں ہیں۔ اس لئے ہم ان کی خدمت کے
لئے یہاں بیٹھے ہیں۔ کوئی گھر اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک
شخص آکر ان کو کہے کہ میں زبردستی تمہاری نوکری کروں گا۔ انسانی ضمیر

زبردستی کی نوکری

کو برداشت نہیں کرتی۔ اگر وہ خدمت نہیں لینا چاہتے۔ تو تم کیوں زور دے
رہے ہو خدمت کرنے پر۔ باہر نکل آؤ۔ بہرحال وہ اس قسم کی باتیں بناتے
ہیں۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن آج دنیا کی ضمیر
بیدار ہو چکی ہے۔ اگر کسی جگہ غلط قسم کی عقلی دلیلیں دے کر اور اخلاقی
اقدار بیان کر کے غلط قسم کے قوانین بنائے جائیں تو پھر اس کے خلاف
شور اٹھتا ہے اور ایسے ملکوں پر دباؤ ڈالے جاتے ہیں کہ یہ تم کیا
کر رہے ہو۔ گو انسان بحیثیت مجموعی ابھی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اس
قسم کی اصلاحوں کی ضرورت ہو وہ یہ

اصلاح کرنے میں کامیاب

ہو سکے۔ کیونکہ دھڑا بندی ہے اور Spheres of influence ہیں۔ اور کچھ
بڑی قومیں ظالم کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ اس لئے جو بڑی قومیں مظلوم کی
مدد کرنا چاہتی ہیں وہ پوری طرح مدد نہیں کر سکتیں۔ یہ حالت ہمیں آج کی دنیا
میں نظر آ رہی ہے۔ لیکن اندر سے یہ چیز بھی نظر آ رہی ہے کہ ان کے دل سے
یہ نکل رہا ہے کہ اگر تم نے غلط قانون بنانا ہے تو اس کے لئے بھی ملمع
سازی سے اور ڈپلومیسی سے کوئی جواز پیدا کرنے کی کوشش کرو ورنہ
دنیا میں شور پڑ جائے گا۔
بہرحال

جماعت احمدیہ کا یہ طرۂ امتیاز ہے

میں جماعت احمدیہ کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ میرے مخاطب صرف پاکستان کے احمدی
نہیں بلکہ ساری دنیا میں بسنے والے احمدی ہیں کہ وہ قانون کی پابندی
کرنے والی اور اخلاقی اقدار اپنے اندر پیدا کرنے والی جماعت ہے۔ ۱۹۷۶ء
میں میں امریکہ گیا وہاں ایک شہر ڈیٹن ہے اس میں بھی گیا۔ وہاں کثرت
کے ساتھ افریقہ سے غلام بنا کر لے جائے گئے۔ ان لوگوں کی اولادیں آباد
ہیں اور اب وہ آزاد ہیں غلام نہیں رہے۔ لیکن ان لوگوں کی اخلاقی
حالت اچھی نہیں ہے۔ ان کا میئر سفید فام نہیں بلکہ افریقنوں میں سے ہی
ہے۔ اچھا پڑھا لکھا ہوشیار آدمی ہے۔ مجھے کہنے لگا کہ ہم آپ کے
بہت خوش ہیں کہ آپ نے اخلاقی لحاظ سے ان لوگوں کی
زندگی بدل دی ہے جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا اور کہنے لگا کہ آج
تک کسی احمدی کے خلاف اخلاقی لحاظ سے ایک شکایت بھی ہمارے
پاس نہیں آئی۔ اور دوسروں کے متعلق تو ہر روز بیسیوں بلکہ بعض
دفعہ سینکڑوں شکایات آ جاتی ہیں اور ہم آپ کے بڑے ممنون ہیں
کہ آپ ہماری مدد کر رہے ہیں اور ہمارے معاشرے کو گند اور برائیوں
سے صاف کر رہے ہیں۔ غرض میں ساری دنیا کے احمدیوں کے متعلق
بات کر رہا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی ایک صفت اور اس کے مزاج
کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ قانون شکنی نہیں کرتی اور نیکی کے کاموں میں اور

قوم کے مفاد کے لئے

جو منصوبے بنائے جاتے ہیں ان میں حاکم وقت کیساتھ پورا تعاون کرتی
ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس کے یہ معنے کرے کہ کوئی احمدی اپنے
اس قدر پیار کرنے والے ربّ کریم سے کسی کے کہنے پر قطع تعلق
کر لے گا۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسے محسنِ اعظم کو جس
کے احسانوں کے جلوے روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں ایک عقلمند
انسان اپنی زندگی میں دیکھتا ہے، چھوڑ دیگا۔ تو یہ غلط فہمی پیدا ہی
نہیں ہونی چاہیئے اور ہمیں ایکدوسرے کو کچھ کہنے کی بھی ضرورت
نہیں۔ ہر احمدی

خدا تعالیٰ کے فضل سے

خود سمجھتا ہے۔ احمدی کہتے ہی اسے ہیں جو اللہ (جسے قرآن کریم نے پیش کیا ہے)

کی حیثیت سے اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم (جن کی عظمت شان اور جلالی کو قرآن نے بڑی شان سے بیان کیا ہے) کے عشق میں مست آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

اور بھی بہت سے پہلو ہیں لیکن یہ تین چار باتیں کہنے کے بعد اب میں جو بہت سے کام ہمیں کرنے ہیں ان کاموں کے متعلق اور دنیا کے حالات کے متعلق کچھ باتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔

۱۹۷۳ء کے جلسہ میں میں نے ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے ایک قدم جو اٹھانا چاہیئے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے جو صدی گزر رہی ہے، اس کی جوبلی، اور یہ کہتے ہوئے مجھے زیادہ لذت آتی ہے کہ

اپنی زندگی کی دوسری صدی

کے استقبال کے لئے ایک منصوبہ پیش کیا تھا۔ استقبال کے لئے اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے جو لیظھرہٗ علی الدّین کلّہٖ (الصف : ۱۰) میں اور قرآن کریم میں سینکڑوں دوسری جگہ بتایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور بزرگان امت کو جو وحی اور کشوف اور رؤیا میں بتایا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے جو علم پایا۔ اس کو سامنے رکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہماری زندگی کی دوسری صدی ساری دنیا میں اسلام کے غالب آجانے کی صدی ہے۔ اس واسطے جس صدی میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے غلبۂ اسلام عملاً ہو جائے گا اس عظیم صدی کا ہمیں استقبال کرنا چاہیئے۔ یہ ایک منصوبہ ہے اور وقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور منصوبے بھی ذہن میں ڈالتا ہے۔ جو وقت وقت پر آپ کو بتا دیئے جاتے ہیں۔ اس منصوبے کی بہت سی شاخیں ہیں۔ مثلاً یورپ کے جن ممالک میں مساجد اور ہمارے مرکز مشن ہاؤسز نہیں ہیں وہاں مساجد اور مشن ہاؤسز بنا دیئے جائیں تاکہ یورپ کے ہر ملک میں

خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کیلئے

جماعت احمدیہ کا مرکز قائم ہو جائے اور ہمارا مبلغ وہاں بیٹھے اور لوگوں سے تبادلہ خیال کرے اور ہر روز کے بدلتے ہوئے حالات میں ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق ان سے اسلام کی باتیں کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شخص سے اس کی سمجھ کے مطابق بات کیا کرو۔ ہر ملک کا اپنا مزاج ہے۔ اٹلی کا مزاج اور ہے اور سکنڈے نیوین کنٹریز کا مزاج اور ہے ہر مبلغ اپنے اپنے ملک کے حالات کے مطابق ان سے بات کرے گا۔ اور اسلام کی بنیادی حقیقتوں کو محفوظ رکھتے ہوئے ان کے بیان میں فرق کرے گا۔ مثلاً اسلام نے کہا ہے کہ سچ بولو اور ہم نے ہمیشہ بولنا ہے۔ لیکن سچ بولنے کے الفاظ اور طریقہ اور وقت کا انتخاب وغیرہ بہت سی چیزوں میں فرق آجاتا ہے۔ ایک قوم کے سامنے اگر اخبار میں سچ بولا جائے اور اس کی اشاعت کی جائے۔ انٹرویو دیئے جائیں۔ پریس کانفرنس کی جائے تو وہ اس کی طرف زیادہ توجہ دیتی ہے اور ایک قوم ہے ایسی ہے اگر زبانی باتیں کی جائیں یا سارے ہی حربے استعمال کئے جائیں تو وہ توجہ کرتی ہے۔ بہر حال ایک منصوبہ یہ ہے کہ یورپ کے ہر ملک میں مشن قائم ہو جائیں۔ اس میں ابھی بہت سی چھوٹی چھوٹی ٹیکنیکل اور قانونی دشواریاں بھی ہیں۔ اوسلو میں ہم دو سال سے زمین لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر میونسپلٹی کسی کو کوئی جگہ دے صرف مسلمانوں کو یا ہمیں مسجد اور مشن ہاؤس بنانے کے لئے نہیں یا کسی بھی مذہبی مقصد کے لئے ہی نہیں بلکہ کسی کا بھی کوئی پبلک جگہ بنانے کا پروگرام ہو اور وہ کہیں کہ ہمارے پاس یہ جگہ ہے جو ہم دے سکتے ہیں۔ تو پہلے وہ اس کا سروے کرتے ہیں۔ اور پھر اخبار میں اعلان کرتے ہیں اور اس جگہ کے ارد گرد بسنے والے لوگوں کو قانون نے یہ حق دیا ہے کہ اگر تم نے کوئی اعتراض کرنا ہے کہ اس جگہ کو فلاں وجہ سے پبلک ... نہ بنایا جائے تو اعتراض کر دو اور پھر کوئی نہ کوئی اعتراض ہو جاتا ہے۔ لندن میں ہم نے خود دیکھا ہے کہ بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی ہمارے ہمسائے نے بات (؟) ایک گتا رکھا ہوا ہے جو بھونکتا رہتا ہے اور ہمیں ڈسٹرب کرتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم میاں بیوی اکیلے خاموش زندگی گزارنے کے عادی ہیں اور ہمارے ہمسائے کے تین بچے ہیں جو شور کرتے ہیں۔ (بچوں نے تو شور کرنا ہی ہے) ان بچوں کے شور سے ہمیں نجات دلائی جائے میرے نزدیک ان کے دماغ غلط طرف چل پڑے ہیں۔ بہرحال ان کو قانون نے یہ اجازت دی ہے کہ اگر کسی نے کوئی objection (اوبجکشن) کرنا ہے کوئی اعتراض کرنا ہے تو وہ فیصلے سے پہلے بتا دے۔ پھر اگر وہ اس قسم کے اعتراض ہوں جو قابل قبول نہیں ہیں تو وہ خود ہی فیصلہ کر دیتے ہیں اور اگر کسی جگہ ان کو وزن نظر آئے یا یہ نظر آئے کہ اگر ہم نے یہ نامعقول بات نہ مانی تو احتجاج بھی ہو سکتا ہے تو پھر وہ ان کو بلا کر بات کرتے ہیں اور

سمجھانے کی کوشش

کرتے ہیں کہ تمہارا خیال غلط ہے تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی وغیرہ۔ اس قسم کی اور بہت سی روکیں ہوتی ہیں اور اوسلو میں بھی اس قسم کی روکیں پیدا ہوئیں۔ ہم ایک دو جگہ اور کوشش کر رہے ہیں۔

اس سفر میں میری توجہ اس طرف بھی گئی کہ جن ممالک میں ابھی تک ہماری مساجد اور مشن ہاؤس نہیں ہیں وہاں مسجد اپنے وقت پر بن جائے گی لیکن فی الحال کسی مناسب جگہ پر کوئی مکان خرید لیا جائے جو اس ملک کی جماعت احمدیہ کی ملکیت ہو۔ ملک ملک جماعت احمدیہ آزاد ہے۔ اور وہ خریدتے بھی ہیں وہ اپنے چندے اکٹھے کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں خدا تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے وہ بہت کوششیں کرتے ہیں۔ میرا دل تو یہی کرتا تھا۔ کہ میرے لندن چھوڑنے سے پہلے ان سارے ملکوں میں مکان خرید لئے جائیں اور اس وقت یورپ کے مختلف ممالک کی جماعتوں کے پاس ان کے اپنے چندے اتنے ہیں کہ اس میں کوئی روک نہیں تھی۔ ہم نے یہاں سے تو پیسہ بھیجنا نہیں انہوں نے ہی ایکدوسرے کی مدد کرکے خریدنا ہے۔ لیکن اس وقت تک ابھی مناسب جگہ پر مناسب قیمت پر کوئی مکان نہیں ملا تھا۔ ایک ملک جس کو ہم نے بوجہ چھوٹا ہونے کے چھوڑا ہوا تھا بلجیم ہے۔ فرینکفرٹ میں بلجیم کی کونسلیٹ کے انچارج مجھے ایک موقعہ پر ملے اور کہنے لگے کہ آپ نے ہمارا ملک کیوں چھوڑا ہوا ہے۔ سارے یورپ میں صرف ایک ہمارا ملک ہے جس نے یہ قانون بنایا ہوا ہے کہ

مسلمانوں کے باہمی فیصلے

اسلامی فقہ کے مطابق ہوں گے ملکی قانون کے مطابق نہیں ہوں گے۔ ہم نے آپ کا اتنا خیال رکھا ہے لیکن آپ نے ہمارے ملک کو چھوڑ دیا ہے۔ اور سوچ ہی نہیں رہے کہ یہاں بھی مشن قائم ہو۔ چنانچہ میں نے وہاں آدمی بھیجا کہ پتہ کرو۔ اس کے بعض حصے فرانسیسی بولنے والے بھی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ اس علاقہ میں جو فرانسیسی بولنے والا ہے اس وقت ہم کوئی مناسب مکان لے کر اپنا مبلغ بھیج دیں اور وہ وہاں جا کر کام کرے۔

دوسرے اس وقت یورپ اور امریکہ اور افریقہ بلکہ مجھے یہ کہنا چاہیئے کہ ساری دنیا جماعت احمدیہ سے مطالبہ کر رہی ہے اور اس مطالبے میں شدت پیدا ہو رہی ہے کہ ہمیں قرآن کریم کے تراجم دو۔ اور ساری دنیا میں قرآن کریم کے تراجم پہنچانا بڑا وقت چاہتا ہے۔ اور بڑی محنت چاہتا ہے اور بڑی قربانی چاہتا ہے۔ بڑا منصوبہ چاہتا ہے۔ ہر ملک کا اپنا مزاج ہے اور پڑھنے کے لحاظ سے اپنی عادتیں ہیں۔ میں مثال میں غیر مذہبی کتب لے لیتا ہوں۔ جس قسم کی چھپی ہوئی کتاب کے متعلق ہمارے ملک میں کہیں گے کہ بڑی اچھی چھپی ہوئی ہے اور پڑھنے والے بڑے شوق سے خریدیں گے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پڑھنے والے ہمارے ملکوں ... [illegible]

ہتا ہیں۔ بہرحال وہ کہیں گے کہ اس کی بہت اچھی اور

معیاری کتابت اور طباعت

ہوئی ہے وہ کتاب جس وقت یورپ میں جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بہت ہی بڑی چھپائی اور کتابت ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر کوئی قیمتی چیز نہیں ہے۔ ان کی اپنی عادتیں ہیں۔ مغربی افریقہ کے ایک ملک کی جماعت احمدیہ نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا اور میرے خیال میں انہوں نے بڑی غلطی کی غالباً ان کے پاس پیسے نہیں ہوں گے انہوں نے بہت کم تعداد میں چھپوایا۔ انہوں نے اپنے ملک میں نہیں بلکہ باہر کے ایک ملک میں جہاں ان ملکوں کے لئے بظاہر بہت اچھا چھپتا ہے، پانچ ہزار کی تعداد میں چھپوایا اور اس قرآنی ترجمہ کی ایک کاپی بطور نمونہ میرے پاس لندن بھیجی اور ساتھ ہی یہ خط بھیجا کہ یہ تو ختم ہو رہا ہے ہمیں فوری طور پر دوسرے ایڈیشن کے لئے خط لکھنا پڑ رہا ہے۔ ہمارے تراجم بہت مقبول ہیں۔ دن کے وقت کے بھی مقبول ہیں اور رات کے وقت بھی مقبول ہیں یعنی ایسے لوگ بھی ہیں جو دن کی روشنی میں آکر قرآن کریم لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس ترجمہ سے جو آپ نے کیا ہے ہمیں تسلی ہوتی ہے۔ اور ایسے بھی ہیں جو دن کے وقت آتے ہوئے شرماتے ہیں یا ڈرتے ہیں۔ اور رات کو اندھیرے میں چپکے سے آتے ہیں، کہتے ہیں کسی کو بتانا نہ۔ لیکن اس کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں۔ ہمیں

قرآن کریم کا ترجمہ

دے دو۔ دونوں قسم کے لوگ ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں رات کو آنے والے میرے خیال میں کم ہی ہوں گے یا نہ ہوں گے لیکن

افریقہ کے ممالک

میں بہت سے ایسے بھی ہیں ہمارے پاس خبریں آتی رہتی ہیں۔ بہرحال یہ ایک کام کرنا ہے۔ اگلی صدی کے آنے سے پہلے یہ کام شروع ہو جانا چاہیئے تاکہ جس وقت وہ صدی آئے اور خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے اور کثرت سے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگیں اور آپ سے آکر کہیں کہ ہمیں اسلام کے متعلق کتابیں دو، قرآن کریم کے تراجم دو۔ اسلام نے بچوں کو جو تعلیم دی ہے اور اسلام نے جو اخلاق سکھائے ہیں، اس کے متعلق ہمیں لٹریچر دو۔ تو ہم یہ کتابیں انہیں مہیا کر سکیں ہزاروں کتابوں کی ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ ہمیں یہ جواب دینا پڑے کہ وہ تو ہمارے پاس نہیں ہیں۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے کس کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت اس یقین پر قائم ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کے لئے پیدا کیا ہے اور اگر ہم نے اس کے مطابق کام نہ کیا تو (اللہ محفوظ رکھے) یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آنے والی بات ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جتنا ہم کر سکتے ہیں وہ ہمیں کر دینا چاہیئے۔

ہمارا خدا بڑا پیار کرنیوالا ہے

خدا یہ نہیں کہتا کہ جتنی کی ضرورت ہے وہ کرو بلکہ خدا یہ کہتا ہے کہ جتنی کی طاقت ہے وہ کرو اور ضرورت اور طاقت کے درمیان جو فرق ہے وہ میں پورا کر دوں گا۔ اور سارے کا ثواب تمہیں دیا دوں گا وہ مفت کا ثواب دیتا ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ جتنی طاقت ہے وہ کرو۔

امریکہ کی بڑی آبادی ہے میں نے انہیں کہا کہ پہلا قدم یہ ہے کہ دس لاکھ قرآن کریم کا ترجمہ امریکہ میں تقسیم کیا جائے۔ فروخت کیا جائے اور ایسا انتظام کیا جائے کہ لائبریریاں خریدیں۔ بہت بڑا منصوبہ ہے۔ کئی سال ہوئے میں نے اس کا اعلان کیا تھا۔

پھر جب میں نے سوچا کہ اس کے لئے پیسے کہاں سے آئیں گے۔ چنانچہ جب میں نے جائزہ لیا تو مجھے معلوم ہوا کہ خود امریکہ کی جماعت کے پاس اتنی رقم ہے کہ اگر وہ دس لاکھ بیس حصے کر کے ۵۰۔۵۰ ہزار کاپیاں منگوائی چلی جائے اور بیچتی چلی جائے (کچھ مفت دے اور کچھ بیچے) اور جب وہ رقم واپس آجائے تو پھر ۵۰ ہزار اور بیچے تو اس طرح چار یا پانچ سال کے اندر وہ دس لاکھ قرآن کریم تقسیم کر سکتی ہے اور یہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ایک دفعہ دس لاکھ امریکنوں کے ہاتھ میں اپ قرآن کریم کی دس لاکھ کاپیاں دے دیں تو اس کی مانگ بڑھ جائے گی۔ [illegible] کا دوست دیکھے گا تو مانگے گا۔ اگر باپ کو دلچسپی ہوگی تو اس کے گھر میں چار بچے پڑھنے لگیں گے وہ جوان ہو کر اپنے گھر آباد کر لیتے ہیں وہ اپنے باپ کو کہیں گے کہ میں یہ جا رہا ہوں وہ کہے گا کہ نہیں تو اپنے گھر سے باہر نہیں دوں گا۔ لڑکا کہے گا پھر مجھے اپنا خریدنا چاہیئے۔

میں خدا تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں

کہ ان کے اسلام میں داخل ہونے سے بھی پہلے یہ حالات پیدا ہو جائیں گے سب سے زیادہ دور ہم سے امریکہ کے علاقے ہی ہیں۔ یہاں ہم ہیں اور زمین کے دوسری طرف وہ ہیں لیکن ان کے اخلاص کا یہ حال ہے کہ ہماری قرآن کریم کی ایک انگریزی تفسیر پانچ موٹی موٹی جلدوں میں ہے اور وہ قریباً ہر احمدی کے گھر موجود ہے۔ جو بالکل تھوڑا عرصہ پہلے مثلاً پچھلے سال احمدی ہوا ہے میں اس کی بات نہیں کر رہا لیکن جن کو احمدی ہوئے کچھ عرصہ گزر گیا ہے ان میں سے کوئی ایک شخص بھی شاید ایسا نہیں ہے جس کے گھر میں وہ پانچ جلدوں کی تفسیر نہ ہو اور جسے وہ پڑھتا نہ ہو۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ بعض دفعہ فون اٹھا کر ہمارے مبلغ کو کہتا ہے کہ میں اس جگہ "اٹک" گیا ہوں مجھے سمجھ نہیں آرہی مجھے بتاؤ۔ مبلغ کو بھی تو سارے قرآن کریم کی تفسیر حفظ نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کو بعض دفعہ کہنا پڑتا ہے کہ میں تمہیں اسٹڈی (study) کر کے بتاؤں گا ابھی نہیں بتا سکتا۔ وہ قرآن کریم سے بڑا پیار کرتے ہیں اور قرآن کریم ہے ہی ایسی چیز جس سے پیار کیا جائے۔

ضمناً میں بتادوں کہ ناظرہ پڑھنے والے بچوں کے لئے

قرآن کریم کا متن

موجود نہیں تھا اب وہ چھپ چکا ہے۔ بہت خوبصورت ہے۔ قاعدہ یسرنا القرآن کی طرز پر اس کی کتابت ہے اور وہ بازاری قیمتوں کے لحاظ سے میرے خیال میں نصف سے بھی کم قیمت پڑے گا کیونکہ ہم قرآن کریم ہر گھر میں پہنچانا چاہتے ہیں اور ہر نسل کو پہنچانا چاہتے ہیں اس سے نفع کمانے کا ہمارا پروگرام نہیں ہے۔ لیکن چونکہ بعض جگہ مفت دینا پڑتا ہے اور کچھ اور اخراجات ہیں اس لئے بالکل معمولی سی رقم نفع کی ہوتی ہے جو بمشکل اپنے اخراجات پورے کرتی ہے۔ بہرحال میں آپ کو بتانا چاہتا تھا کہ قرآن کریم شائع ہو گیا ہے۔ اب آپ اپنے بچوں کو ناظرہ قرآن کریم پڑھانے کے لئے اچھا ستھرا، غلطیوں سے پاک اور سستا قرآن کریم۔ قرآن پبلیکیشنز سے خرید سکتے ہیں۔ میرے پاس پہلی کاپی آگئی ہے ممکن ہے اس کی جلد بندی وغیرہ میں دس پندرہ دن اور لگ جائیں تاہم وہ جلد آنے شروع ہو جائیں گے۔

میں نے صرف امریکہ کے متعلق بتایا ہے۔ یورپ کے بعض ملک بھی ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ہمیں قرآن کریم کا ترجمہ دو۔ ان میں سے دو ملک ایسے ہیں جن میں زیادہ تر وہاں کے مسلمانوں کا یہ مطالبہ ہے کہ ہمیں قرآن کریم کا ترجمہ دیں کیونکہ وہاں دہریت کی فضا زیادہ ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی نسلوں کو دہریہ نہیں بنانا چاہتے۔ سوئٹزر لینڈ میں مجھے میرے بعض دوستوں نے جو احمدی نہیں تھے یہ کہا کہ آپ یہاں آئے ہوئے ہیں اور اسلام پھیلا رہے ہیں، یہاں پر

لاکھوں کی تعداد میں مسلمان خاندان ہیں لیکن ان کے بچوں کے پاس اسلام کے متعلق کوئی کتاب نہیں ہے آپ ہمیں ایسی کتابیں دیں بغرض دنیا میں یہ احساس بیدار ہو گیا ہے کہ ہمیں اسلامی اخلاق کے متعلق، اسلامی تربیت کے متعلق، اسلامی تعلیم کے متعلق، اسلامی روحانیت کے متعلق لٹریچر ملنا چاہیئے اور وہ ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں لٹریچر دیں۔ کوئی اور بھی اگر اپنا فرض سمجھتا ہے تو وہ بھی ادا کرے ہمیں اس سے زیادہ خوشی کی اور کوئی بات نہیں ہو گی لیکن میں تو اپنے متعلق ہی بات کروں گا کہ یہ ہمارا فرض ہے۔ غرض دنیا میں احساس پیدا ہو چکا ہے میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ سویڈن میں ایک صحافیہ نے کہا کہ آپ اتنی دیر کے بعد ہمارے علاقہ میں کیوں پہنچے ہیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم روز بروز گندی زلیست میں دھنستے چلے جا رہے ہیں اور آپ نے ہمارا خیال ہی نہیں کیا اتنی حسین تعلیم جو گند سے پاک کرنے والی ہے اسے اپنے پاس لے کر بیٹھے رہے اور ہماری آپ لوگوں نے پرواہ ہی کوئی نہیں کی اس سے پہلے کیوں نہیں آئے۔ پہلے جانے نہ جانے کے متعلق تو خدائی تقدیر ہی کام کر رہی تھی ہمارے پاس تو نہ پیسہ۔ نہ اقتدار نہ کوئی طاقت صرف ایک چیز ہے اور وہ بہت بڑی ہے اور وہ ہے

اللہ تعالیٰ کا فضل

لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل تو زمین نہ آسمانوں سے چھین کر تو نہیں لا سکتے وہ تو اپنے پیار سے جتنا چاہے گا جب چاہے گا نازل کرے گا۔ ہمارا کام ہے کہ ہم الحمد للہ کہیں اور اپنی سی طاقت اس کی راہ میں خرچ کر دیں۔

صد سالہ جوبلی کا اعلان ۱۹۷۳ء میں ہوا اس کے کچھ کام اگلی صدی کے آنے سے قبل ہونے والے تھے مثلاً مسجد، مشن بنانے وغیرہ اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ میں بڑی برکت ڈالی سب سے پہلے برکت کا یہ موقع دیا کہ سویڈن میں اس منصوبہ کے تحت یورپ کی جماعتوں کے چندے اور قربانی سے یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ ہمارے ملک میں بسنے والوں کی ایک دھیلے کی بھی CONTRIBUTION (کنٹری بیوشن) اور قربانی اس میں شامل نہیں ساری کی ساری بیرونی جماعتوں کی قربانی ہے تھوڑی سی رقم انہوں نے امریکہ سے قرض لی تھی جس کا ایک حصہ واپس کر دیا ہے اور دوسرا حصہ بھی عنقریب واپس ہو جائے گا چنانچہ ایک نہایت خوبصورت مسجد گوٹن برگ۔ سویڈن کی ایک پہاڑی کی چوٹی پر بنی ہے وہاں پتھریلی زمین تھی جس میں اس سائبان کی اونچائی جتنے بڑے بڑے پتھر زمین میں دھنسے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے وہ ہمارے لئے پڑی رکھی ہوئی تھی کسی اور کے دل میں خواہش ہی نہیں پیدا ہوئی کہ اس کو لے کر پتھروں کو صاف کر کے وہاں کوئی چیز بنا لے وہ ہمارے حصہ میں آ گئی خاصی بڑی جگہ ہے غالباً دو ایکڑ کے قریب ہے غرض اس چوٹی پر

مسجد بن گئی ہے

اور سارے شہر کو سوائے اس کے جو بعض پہاڑیوں کے سائے میں آیا ہوا ہے مسجد نظر آتی ہے اور مسجد سے سارا شہر نظر آتا ہے۔ نہایت شاندار اور خوبصورت مسجد ہے اور وہاں سے خدا تعالیٰ کا نام بلند ہو رہا ہے اور یہ وہاں کا معمول ہے کہ روزانہ کوئی نہ کوئی وفد یا سکول کے ٹیچرز کے ساتھ کوئی پارٹی یا کچھ لوگ مسجد دیکھنے کے لئے آتے ہیں عیسائیوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ عورت مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی چنانچہ جب ۱۹۷۶ء میں میں نے اس کا افتتاح کیا تو عورتوں میں یہ شوق پیدا ہوا کہ ہم جا کر دیکھیں تو سہی کہ وہ کونسی عمارت ہے جس میں عورت داخل نہیں ہو سکتی جب وہ آتی تھیں تو ہمارے مبلغ اور دوسرے احمدی جو وہاں موجود ہوتے تھے ان کو کہتے تھے کہ تمہیں کسی نے غلط بتایا ہے تم اندر جا سکتی ہو۔ وہ کہتیں کہ اچھا! ہم جا سکتی ہیں؟ وہ کہتے کہ صرف یہ ہے کہ پتہ نہیں تم کہاں پھرتی رہی ہو تمہارے جوتوں کو گند لگا ہوا ہو گا ان کو باہر اتار دو اور اندر چلی جاؤ چنانچہ وہ بڑے شوق اور پیار کے ساتھ اندر جاتیں اور دیکھتیں مسجد اپنے اندر

ایک عجیب شان

اور ایک رعب کی کیفیت پیدا کرنے والا ظاہر رکھتی ہے اور جو بھی اندر جاتے ہیں خواہ غیر مسلم ہی ہوں بے ساختہ ان کی زبان سے نکلتا ہے کہ یہاں تو بڑی پرسکون فضا ہے یہاں تو ہم پر عجیب اثر ہوتا ہے وہاں نہ کوئی تصویر ہے نہ کوئی اور سجاوٹ کی چیز ایک چیز ہے جو اس کو سجا رہی ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ کی بزرگی اور قدوسیت، اور وحدانیت کی تعلیم کو عام کرنے کا عزم جو نمازی وہاں اپنے دل میں لے کر جاتے ہیں اور جو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے ہیں وہ مسجد کے اندر کوئی ایسی چیز پیدا کرتے ہیں کہ جب عیسائی اس ہوا میں سانس لیتا ہے تو اس سے اثر قبول کئے بغیر نہیں رہتا یہ ہے

إِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ (الجن آیت ۱۹)

کا مفہوم جو مساجد خدا کے لئے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے بنائی جائیں وہ اسی قسم کی مساجد ہوتی ہیں۔

اس کے علاوہ

صد سالہ جوبلی منصوبہ

پھر اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ توفیق پائی کہ لنڈن میں
"Deliverance of Jesus from the Cross"
کے موضوع پر کانفرنس ہوئی ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس کے وہ نتائج نکلیں گے جو نکلے ایک بات جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے لیکن بہر حال اسے پڑھ کر لطف آیا ہے کہ ایک عیسائی اخبار نے لکھا ہے کہ کانفرنس ہو گئی اور انگلستان پر جو کہ عیسائی ملک تھا اسلام کی زبردست یلغار ہو گئی اور چرچ یعنی کلیسا خاموش بیٹھا ہے پتہ نہیں ان کو کیا ہو گیا ہے، کیا سوچ رہے ہو تم؟ خاموش کیوں بیٹھے ہو تمہارے اوپر تو زبردست حملہ ہو گیا ہے یہ احساس اس کانفرنس نے پیدا کیا ہے۔ وہ لوگ خاموش بیٹھے تھے کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے پندرہ بیس سال قبل یہ اعلان کر چکے تھے (اور وہ اعلان ہماری لائبریری میں محفوظ ہے) انہوں نے اعلان کیا کہ سارا ویسٹ افریقہ خداوند یسوع کی جھولی میں ہے اور اب یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور جماعت احمدیہ کی کوششوں میں خدا نے جو برکت ڈالی ہے اس کی وجہ سے مغربی افریقہ میں

پانچ لاکھ سے زیادہ عیسائی

مسلمان ہو چکے ہیں اور انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب خداوند یسوع مسیح کا جھنڈا مکہ اور مدینہ پر لہرائے گا اور اب یہ حالت ہے کیتھولک فرقہ جو عیسائیت میں اپنی تعداد کے لحاظ سے اثر و رسوخ کے لحاظ سے، دولت کے لحاظ سے، رعب کے لحاظ سے اور تنظیم کے لحاظ سے سب سے بڑا فرقہ ہے اس نے اپنے پادریوں کو بھی یہ ہدایت کی ہے کہ کسی احمدی سے بات نہیں کرنی اور نہ ان سے کوئی کتاب لے کر پڑھنی ہے وہ جھنڈا تو کبھی وہاں نہیں لہرائے گا اور اس کے بعد جو بات میں کہنے والا ہوں وہ صرف ایک خواہش کا اظہار ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کبھی ایسا ہونے نہیں دے گا انشاء اللہ تعالیٰ اگر اس کے لئے جان دینے کی ضرورت پڑی تو اس جھنڈے کے لہرانے سے پہلے آخری احمدی کا خون بہہ چکا ہو گا (تمام حاضرین نے بیک آواز انشاء اللہ کہا اور پھر نعرہ ہائے تکبیر اور اسلام زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی) لوگ مختلف باتیں کرتے رہتے ہیں لیکن وہ باتیں ہمارے دل سے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار

تو نہیں چھین سکتیں اور نہ مکہ کی عظمت کو ہمارے دل سے مٹا سکتی ہیں پاکستان تو بعد میں بنا ہے پہلے ہندوستان تھا جس میں ہمارے یہ علاقے بھی شامل تھے ۱۸۶۰ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان انہوں نے یہ اعلان کیا کہ ہندوستان کے سارے مسلمان عیسائی ہو چکے ہوں گے۔ یہاں ایک عالم تھے جو بعد میں پادری بن گئے عماد الدین ان کا نام تھا۔ انہوں نے ایک مضمون لکھا جو ایک عیسائی کانفرنس میں پڑھا گیا میرا خیال ہے کہ اس کی ایک کاپی بھی ہمارے پاس یہاں موجود ہے۔ اس میں انہوں نے کہا کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ اس کے بعد اگر کسی ہندوستانی عیسائی کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ مرنے سے پہلے کسی مسلمان کا منہ تو دیکھ لے تو اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہو گی لیکن اب حالات بدل گئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل خدا تعالیٰ سے جو دلائل عیسائیت کے خلاف اور حقانیت اسلام کے حق میں ملے اس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم نے جو کانفرنس کی اس کا بہت اثر ہوا ہے ہم ایک چھوٹی سی جماعت ہیں غریب سی جماعت کوئی اقتدار نہ رکھنے والی جماعت لیکن

قربانیاں کرنے والی جماعت

... قریب قریب اپنے خرچ پر پاکستان سے اس کانفرنس میں چلے گئے غریب ... دیکھتا تھا تو حیران ہوتا تھا کہ انہوں نے پیسہ کہاں سے اکٹھے کئے یہاں ... کو کسی نے ایک دھیلا باہر سے مدد نہیں دی۔ اپنے خرچ پر گئے ان ... تھا کہ عیسائیت کے مرکز سے خدائے واحد و یگانہ کی بزرگی اور کبریائی کی ... ہم بھی جا کر اس میں شامل ہوں۔

جس وقت اس کانفرنس کا چرچا ہوا تو دو نمایاں اثر ہوئے ویسے تو بہت سے اثرات ہیں لیکن یہ مضمون زیادہ لمبا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی اسے بیان کرتے ہوئے انشاء اللہ آگے بڑھیں گے۔ بہرحال دو باتیں بہت نمایاں ہیں ایک یہ کہ وہ کپڑا جو چودہ فٹ تین انچ لمبا اور چار فٹ ساتھ انچ چوڑا ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب سے اترنے کے بعد مرہم لگا کر رکھا گیا تھا اور اس پر مرہم کے نشان اور حضرت مسیح کی شبیہ بھی ہے (لوگ کہتے ہیں صحیح یا غلط یہ وہ جانیں) اس کو کفن مسیح بھی کہتے ہیں اور "شراوڈ آف ٹیورن" بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ ٹیورن کے گرجا میں ہے اس کے متعلق انہوں نے اعلان کیا کہ مئی کے مہینے میں اس کا سائنسی طریق سے ٹیسٹ ہوگا اب سائنس نے بڑی ترقی کی ہے ایک کاربن ۱۴ کا ٹیسٹ ہے جو کپڑے کی عمر بتا سکتا ہے اگر وہ ٹیسٹ لیں تو وہ بتا دے گا کہ یہ دو ہزار سال پہلے کا ہے یا صرف پانچ سو سال پہلے کا ہے ویسے پانچ سو کا تو نہیں ہے اس سے زیادہ عرصہ کا ان کے پاس ہے

تاریخ سے پتہ لگتا ہے

کہ کم از کم ایک ہزار یا بارہ صد سال سے ان کے پاس ہے اور اس سے پہلے بھی ان کے پاس محفوظ چلا آیا ہے انہوں نے کہا کہ مئی میں وہ ٹیسٹ ہوگا اور دوسرے اور بہت سے ٹیسٹ ہوں گے پھر جب ہماری طرف سے یہ اعلان ہوا کہ ۲-۳-۴ جون کو جماعت احمدیہ کی طرف سے کانفرنس ہوگی تو چرچ نے اعلان کیا کہ ٹیورن شراوڈ کے متعلق کفن مسیح کے متعلق جو سائنسی تحقیق ہونی چاہیئے وہ غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دی گئی ہے ابھی بات کو میں اختتام تک پہنچا دوں اس کے بعد بھی کانفرنس کے اثرات بھی ... گا میرے واپس آنے سے چند دن پہلے ایک احمدی نے امریکہ کے کسی اخبار کا تراشہ بھیجا ہے اس میں یہ لکھا تھا کہ چرچ نے یہ اعلان کیا ہے کہ اب اکتوبر میں کسی ... وہ سائنسی تحقیق ہوگی انہوں نے بہت ترقی یافتہ آلات بنائے ہیں جو تصویریں ... امریکہ کا ہوائی جہازوں کا محکمہ وہ آلات استعمال کرتا ہے اور وہ بڑے sophisticated (سوفسٹی کیٹڈ) ہیں اور بڑے عجیب اور ان کے خیال میں

بڑے صحیح نتائج

نکالتے ہیں اور گھنٹوں میں نتائج نکل آتے ہیں کیونکہ جو جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی بات ہے اگر کوئی شخص کہے کہ میں جو چیز امریکہ کی فوج کے ہاتھ میں رکھ رہا ہوں یہ تیس سال کے بعد نتیجہ بتائے گی تو قوم اس کے منہ پر تھپڑ مارے گی کہ تیس سال میں تو ہم پتہ نہیں دو جنگیں لڑ چکے ہوں گے تیس سال پہلے کا نتیجہ ہم کیا کریں گے پس ایسے آلات ہیں جو منٹوں میں نہیں تو گھنٹوں میں نتیجہ نکال دیتے ہیں اور اس کا پتہ لگ جاتا ہے انہوں نے بڑی advanced (ایڈوانسڈ۔ ترقی یافتہ) لیبارٹریز بنائی ہیں بہرحال انہوں نے اعلان کیا ہے کہ یہ سائنسی تحقیق اکتوبر میں ہوگی لیکن اس تحقیق میں کاربن ۱۴ کا ٹیسٹ نہیں ہوگا جس سے عمر کا پتہ لگتا ہے اور اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ ابھی تو یہ ٹیکنیک پوری طرح مکمل بھی نہیں ہوئی جب مکمل ہو جائے گی تو پھر دیکھیں گے۔ اس کے علاوہ جو تصاویر لینی ہیں اور دوسرے ٹیسٹ ہیں۔ ... اکتوبر میں ہوں گے لیکن ان کا نتیجہ آج سے تیس سال کے بعد نکلے گا۔ جو آلات تم استعمال کر رہے ہو ان سے تو نتیجہ گھنٹوں میں پتہ لگ جاتا ہے یہ تیس سال تک اس کو

راز میں رکھنے کا اعلان

ہمیں بتاتا ہے کہ اس میں کیا حکمت ہے

جب وہاں پروپیگنڈا ہوا تو یورپ کے عیسائیوں اور دنیا میں دوسرے عیسائیوں میں ایک بے چینی پیدا ہوئی کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ یا تو ہم ان کے ملکوں پر یلغار کرتے ... ان کے (اپنا لوا) پہ ... ڈاکہ مارا کرتے تھے اور ان کی دنیوی دولتوں پر بھی ڈاکہ مارا کرتے

... [illegible] ... جس وقت یہ لوگ سارے افریقہ میں اور ہندوستان میں بھی حاکم بنے ہوئے تھے تو یہ ساری دنیا کی دولت لوٹ کر اپنے ملکوں میں لے گئے اور اب یہ حال ہے کہ ایک مسلمان جماعت لندن میں آکر ہمارے ایک عیسائی ملک میں آکر ہماری ایمپائر جو دنیا میں سب سے بڑی تھی اس کے دل میں اپنی کانفرنس منعقد کر رہی ہے وہ ایمپائر جس کے متعلق وہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ اس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ اس کا سورج غروب ہو گیا اور اس ایمپائر کے دل میں اسلام کے مرکز میں کچھ نئی کرنیں

اسلام کی روشنی کی کرنیں

نظر آنے لگ گئیں یہ کیا بات ہو گئی اس گھبراہٹ کو دیکھ کر عیسائیت کے مختلف فرقوں نے جو وہاں ایک کونسل آف برٹش چرچز بنائی ہوئی ہے ان کی طرف سے ۲۳ مئی کو ہماری کانفرنس سے قریباً دس دن پہلے ایک ریلیز جاری ہوئی ہے اور اس کے نیچے ایک نوٹ تھا کہ اخبارات اس خبر کو کانفرنس کی ابتداء تک شائع نہ کریں جب کانفرنس شروع ہو تو اس وقت شائع کی جائے مجھے صحیح تاریخ یاد نہیں کہ انہوں نے مئی کا آخری دن مقرر کیا ہوا تھا یا جون کا پہلا دن تھا۔ اخباروں نے اسے شائع بھی کر دیا اس کی ایک کاپی انہوں نے ہمارے لندن مشن کو بھی بھیجی مجھے دکھائی گئی تو میں نے کہا کہ میں بڑا خوش ہوں کہ انہوں نے ہمیں دعوت دی ہے کہ اس مضمون پر ہمارے ساتھ dialogue کر لو۔ مذاکرہ کر لو۔ اس دعوت نامہ کے اندر ہمیں یہ عجیب بات نظر آئی ہے کہ پہلے ایک خط تھا اور اس کے ساتھ پریس ریلیز تھی اور خط میں تھا کہ open dialogue یعنی کھلی بات چیت ہوگی چھپی ہوئی نہیں ہوگی اور نیچے جو پریس ریلیز تھی اس میں لکھا ہوا تھا کہ unpublicised ہوگی یعنی نہ شائع نہیں کیا جائے گا بلکہ چھپا کر رکھا جائے گا ایک ہی وقت میں وہ open بھی ہوگی اور unpublicised بھی ہوگی اس کا مطلب ہمیں سمجھ میں نہیں آیا بہرحال میں نے کہا کہ ہم اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں

کانفرنس کے آخری دن

۴ جون کو میں نے ایڈریس پڑھا۔ اس کے بعد مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے "کونسل آف چرچز" کا دعوت نامہ پڑھ کر سنایا اور پھر اس کا جواب خود میں نے پڑھ کر سنایا کچھ پوائنٹس تھے ان کا جواب دیا اور میں نے کہا بڑی اچھی بات ہے ہم تو ہر وقت تیار ہیں اور صرف کونسل آف چرچز سے نہیں بلکہ یہ مذاکرہ دنیا کے مختلف حصوں میں ہونا چاہیئے۔ ایشیا میں بھی ہونا چاہیئے۔ انگلستان میں بھی ہونا چاہیئے اور امریکہ اور دوسری جگہوں میں بھی ہونا چاہیئے۔ اور صرف تمہارے مختلف چرچز کی تنظیم سے نہیں بلکہ کیتھولزم سے بھی ہونا چاہیئے جو کہ سب سے بڑی اور مضبوط جماعت ہے جس کا head روم میں پوپ ہے چنانچہ ان کو بھی میں نے دعوت دی کہ آپ بھی مذاکرے میں تبادلۂ خیال میں شریک ہوں خواہ ان کے ساتھ مل کر یا علیحدہ جیسے آپ چاہیں ہمیں تو خدا نے پیدا ہی اس کام کے لئے کیا ہے ہم کسی سے گھبراتے تو نہیں غرض ایک تو اس دن اعلان ہو گیا اور پھر ان صاحب کو لکھ کر بھیجا گیا جو ان کے سیکرٹری یا صدر ہیں جن کے دستخط سے وہ دعوت نامہ آیا تھا کہ امام جماعت احمدیہ نے اسے منظور کر لیا ہے اب آپ شرائط طے کریں لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا غالباً ۳-۴ ہفتے کے بعد میں نے کہا کہ تم خاموش کیوں بیٹھے ہو ان کو یاد دہانی کراؤ پھر ان کو ایک reminder بھیجا گیا

یاد دہانی کرائی گئی

اور اس کا جواب ایک اور پادری کی طرف سے آیا جو انہی کے ساتھی تھے انہوں نے ان صاحب کا نام لیا جن کے دستخط سے پہلا خط آیا تھا اور لکھا کہ انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کو یہ خط لکھوں کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے تو اسلام کے متعلق کچھ بہت زیادہ علم ہی نہیں ہے (اس) واسطے میں آپ کے قبول دعوت نامہ کا کیا جواب دوں؟ اس لئے وہ عیسائیت کے ماہروں سے پوچھ کر جواب دیں گے یہ نہیں لکھا کہ اس مشورہ پر وہ ایک مہینہ لگائیں گے یا ایک صدی لگائیں گے یہ وہ جانیں واللہ اعلم میں نے وہاں سے ساری دنیا میں احمدیوں کو یہ کہا کہ تم اپنے اپنے ملکوں میں ان کا دعوت نامہ اور میرا جواب وہاں کے پادریوں کو لکھو اور ان سے کہو کہ اگر تم تیار ہو تو ہم تمہارے ساتھ [illegible]

ساتھ بھی تبادلہ خیال کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس وقت جو ... واقعت سب سے زیادہ ہے وہ کیتھولسزم ہے اگر باقی سب فرقوں کو ملا کر ایک طرف ... کی سب سے زیادہ طاقت کیتھولسزم کی ہے۔ چنانچہ میں نے کہا کہ کیتھولک ... اور ساری دنیا میں کیتھولک بشپس کو لکھا گیا۔ لیکن اکثر نے جواب ہی ... نے جواب دیا اور جنہوں نے جواب دیا انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم جماعت احمدیہ سے کوئی گفتگو کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اس کانفرنس کے جو نتائج ابھی تک نکلے ہیں وہ بڑے شاندار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صد سالہ منصوبہ کو خدا تعالیٰ نے یہ بڑی برکت عطا کی ہے کہ اس کے ذریعہ سے یہ کانفرنس منعقد ہوئی اور

علمی اسلام میں ہماری حرکت

جو آگے ہی آگے بڑھ رہی ہے اس میں اپنے اثرات کے لحاظ سے ایک نمایاں حصّہ اس کانفرنس کا ہے اور ہو گا۔ ایک اور بڑا اچھا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائی محققین نے بھی تحقیق شروع کی تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اُترے اور جو دس گمشدہ قبائل تھے Lost tribes of Israel کہلاتے ان میں جا کر انہوں نے تبلیغ کی اور کشمیر گئے اور وہاں وفات پائی اور وہاں ان کی قبر ہے۔ چنانچہ اس کانفرنس کے نتیجہ میں معلوم ہوا کہ بہت سے لوگوں نے تحقیق کی تھی لیکن ان کی تحقیق کا نتیجہ کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا تھا۔ مسودے پڑے ہوئے تھے۔ سویڈن کی ایک عورت نے لکھا کہ میرے باپ نے تو ساری عمر تحقیق کر کے وہی نتیجہ نکالا تھا جس پر آپ اس وقت کانفرنس کر رہے ہیں اس لئے مجھے بہت دلچسپی ہے۔ میرا باپ تو فوت ہو گیا ہے مسودہ میرے پاس پڑا ہوا ہے اس کی زندگی میں نہیں چھپ سکا اور نہ میں چھاپ سکی ہوں۔ آپ مجھے دعوت دیں کہ میں بھی آکر attend کروں۔ چنانچہ وہ بھی آ گئی اور اسی طرح چھپے ہوئے اور بہت سے لوگوں کی طرف سے اطلاع آ گئی کہ ہم نے بھی تحقیق کی ہے اور اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اُترے اور بعد میں لمبا عرصہ زندہ رہے اور انہوں نے

بنی اسرائیل کے گمشدہ دس قبائل

میں تبلیغ کی۔ بارہ میں سے دس قبائل یعنی اسّی فیصد لوگوں میں انہوں نے تبلیغ کی اور ان کو عیسائی بنایا اور ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور اسلام کو قبول کرنے کے لئے تیار کیا اور انہوں نے اسلام کو قبول کر لیا اور جنہوں نے قبول نہیں کیا ان کو میں نے دعوت دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ چند منٹ کیلئے آپ اس انگریزی تقریر کا ایک حصہ سُن لیں۔

(چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن کانفرنس میں اپنی تقریر کا ایک حصّہ قریباً ۵ منٹ تک ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ سُنایا جس میں آپ نے احسن رنگ میں عیسائیوں کو خدائے واحد و یگانہ کی طرف اور اسلام کی طرف بلایا تھا)

پھر فرمایا:۔

بڑی وضاحت کے ساتھ اس کانفرنس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم نے جو بیان کیا ہے اسے اور انجیل میں اس وقت بھی اور ان حالات میں بھی جو حقیقتیں پائی جاتی ہیں انہیں تاریخ میں حضرت مسیح کے متعلق جو باتیں ہیں انہیں طب کی کتب میں حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اُترنے کے متعلق جو شہادتیں ہیں انہیں اور اس قسم کے دیگر

تمام مضامین کو بیان کیا گیا

مختلف مقررین اور محققین نے جن میں احمدی بھی تھے اور وہ بھی تھے جو احمدی نہیں اور اسلام کی طرف منسوب ہونے والے ہیں اور عیسائی بھی تھے اور واللہ اعلم شاید بعض ایسے بھی ہوں جو عیسائیت کو چھوڑ چکے ہوں ان سب نے مقالے پڑھے اور ہر چیز کھول کر بیان کر دی۔ میں نے چونکہ آخر میں بولنا تھا اس لئے میرے لئے دقت یہ تھی کہ مجھ سے پہلے ہر موضوع پر بہت تفصیل کے ساتھ کوئی نہ کوئی بول چکا تھا۔ اس لئے اور میں خوش ہوں کہ اس نے مجھے بہت دعائیں کرنے کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے مضمون میں شرمندہ نہ کیا بلکہ ایک نہایت اچھا اور مؤثر مضمون تیار ہو گیا اور جیسا کہ آپ نے سُنا جو چیز صرف میں ہی کر سکتا تھا یعنی ان کو دعوت دینا اسلام کی طرف اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنے کی طرف اور

خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کرنے کی طرف، وہ دعوت میں نے بڑے پیار کے ساتھ مگر زور دار الفاظ میں ان تک پہنچا دی اور جن علاقوں کی خبریں اس انگریزی ایجنسی کے پاس پہنچیں جن کو ہم نے اطلاعات اکٹھی کرنے کے لئے مقرر کیا تھا اس کے مطابق ہم اندازہ انسانوں تک یہ آواز پہنچ گئی۔ لیکن یہ تعداد کم ہے کیونکہ

ہماری اطلاع کے مطابق

ان علاقوں کے علاوہ افریقہ کے عیسائی اخباروں نے اس کانفرنس کے متعلق اور اس عقیدہ کے متعلق ۴-۴ صفحے کے ضمیمے لکھے اور ایک شخص کہنے لگے کہ مجھے میرے کسی واقف نے اطلاع دی ہے کہ ساؤتھ امریکہ میں (جہاں ہمارا کوئی مشن بھی نہیں اور وہاں براہ راست کوئی اطلاع بھی نہیں آئی) ایک اخبار نے نصف صفحے سے زیادہ ان عقائد کے متعلق خبر دی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بھی شائع کی۔ اسی طرح ایران میں اور ایشیا کے بہت سے ملکوں میں چھپا۔ جاپان میں ٹوکیو سے انگریزی کا ایک بہت بڑا اخبار نکلتا ہے اس میں ایک لمبی خط و کتابت شائع ہوئی۔ وہاں ہمارے مبلغ نے اس میں مضمون لکھا پھر کسی نے اس کے خلاف اور کسی نے اس کی تائید میں لکھا لمبا چوڑا قصہ چلا۔ اخبار کچھ عرصہ کے بعد اسے بند کر دیتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خود اخبار پر اتنا اثر تھا کہ انہوں نے ہمارے مبلغ کو لکھا کہ اب ہم صرف ایک خط شائع کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد بند کر دیں گے اور ہم چاہتے ہیں کہ آخری خط جو شائع ہو وہ تمہارا ہو۔ چنانچہ ہمارے مبلغ کو موقع مل گیا اور انہوں نے سارا مواد اکٹھا کر کے مجموعی طور پر جو کچھ ہو چکا تھا اور جو

چرچ کا ردِّ عمل

تھا اس کے بارہ میں خط لکھ دیا۔ دعوت تو خود چرچ نے دی تھی اور اب ان کا ردِّ عمل بڑا عجیب ہے۔ اگر ہم نے دعوت دی ہوتی تو تم کہتے کہ نہیں مانتے لیکن تم نے دعوت دی اور ہم نے مان لی اور خوشی سے مانی اور ہم نے کہا کہ پیار اور محبت کی فضا میں تبادلہ خیال ہونا چاہیئے تاکہ دنیا پر حقیقت آشکارا ہو اور جب ہم نے اسے مان لیا تو تم نے بہانے کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ چلے گا نہیں۔ کسی نہ کسی وقت عیسائی دنیا اپنے پادریوں کو مجبور کرے گی کہ وہ مذاکرہ کریں۔ انشاء اللہ۔ غرض یہ ایک بہت بڑا کام ہے جس کے کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی ہے اور اگلی صدی کے استقبال کا جو منصوبہ ہے اس کے لئے تیار کیا ہے اور عیسائی دنیا کو پکڑ کر جھنجھوڑا ہے۔

سویڈن میں سٹاک ہالم میں ایک پریس کانفرنس میں مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا اُس قبر کو کھود کر اس کی تحقیق ہونی چاہیئے؟ میں نے کہا۔ ہونی چاہیئے۔ کہنے لگے کہ ہوئی یا نہیں؟ میں نے کہا۔ نہیں ہوئی۔ کہنے لگے کہ ہم نے تو ایک مضمون شائع کر دیا ہے جس میں کسی کے حوالے سے یہ لکھ دیا ہے کہ اس کی تحقیق ہوئی ہے۔ میں نے کہا آپ نے غلط لکھ دیا ہے۔ سویڈن کے ایک اور شہر مالمو میں بھی ہماری جماعت ہے۔ میں سٹاک ہالم سے گوٹن برگ آیا جہاں ہماری مسجد ہے وہاں سے ڈنمارک جاتے ہوئے رستہ میں مالمو آتا ہے وہاں میں دو تین گھنٹے کے لئے ٹھہرا تو اتفاقاً وہاں وہی شخص مل گئے جن کا مضمون چھپا تھا۔ وہ

سویڈن کے مانے ہوئے محقق

ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ یہ کیا آپ نے غلط بات لکھ دی۔ انہوں نے کہا میں اس کا ذمہ دار نہیں مجھے ایک کشمیری نے بتایا تھا اور میں یونہی بے خیالی میں لکھ گیا کہ قبر کھودی گئی اور اس کی تحقیق ہوئی۔ پرانے زمانے میں دستور تھا اور مسلمانوں کی بعض قبریں بھی ایسی ہیں کہ اصل جگہ جہاں دفنایا جاتا تھا اس کے اوپر ایک کمرہ سا بنا کر اس کمرے کی چھت پر بالکل اسی قبر کی نقل بنا دیتے تھے تاکہ اصل قبر محفوظ رہے۔ مثلاً حضرت مسیح فوت ہوئے تو سارے یہودیوں نے جو اُن کی تبلیغ سے عیسائی ہوئے تھے کثرت سے وہاں آنا تھا اور ہر قسم کے آدمی ہوتے ہیں کوئی مٹی اُٹھاتا ہے کوئی کسی چیز کو چھیڑتا ہے اس لئے اس کی حفاظت کے لئے اس کے اوپر بالکل اسی کی شکل کی قبر بنائی ہوئی ہے اور اس کے سرہانے دیا رکھنے کی جگہ پر صلیب بنی ہوئی ہے۔ کسی مسلمان کے سرہانے تو کوئی صلیب نہیں بناتا۔ یہ بھی ایک دلیل ہے۔ اور بہت سی باتیں ہیں۔ جو چیز میں آپ کو بتانے لگا ہوں وہ یہ ہے کہ اس قبر کی تحقیق نہیں ہوئی لیکن ایک سیکنڈ کے لئے بھی ہمارے دل میں کوئی گھبراہٹ پیدا نہیں ہو

ہوئی اس واسطے کہ یہ بتانے والا

علّام الغیوب خدا

ہے کہ یہاں حضرت مسیحؑ دفن ہیں۔ دنیا جو چاہے کرے لیکن ثابت یہی ہو گا کہ حضرت مسیحؑ کا جسدِ عنصری اس جگہ دفن ہے اس کے علاوہ اور کچھ ثابت ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن ہمارے اختیار میں تو نہیں کہ ہم وہاں جاکر تحقیق کریں اس واسطے جب مجھ سے پوچھا گیا کہ ہونی چاہیئے؟ تو مَیں نے کہا کہ ہونی چاہیئے۔ ہماری کانفرنس میں اس سلسلہ میں ایک ریزولیوشن بھی پاس ہوا تھا۔

جو کام کرنے والے ہیں وہ بڑے عظیم ہیں اور وہ بڑی محنت چاہتے ہیں۔ بڑی قربانی چاہتے ہیں آنے والی نسلوں کی بڑی تربیت چاہتے ہیں۔ میرے ذہن میں اور بھی باتیں تھیں وہ پھر کسی وقت بیان ہو جائینگی۔ اب اس وقت مَیں دُعا پر اس کو ختم کروں گا۔ جو چیز مَیں آپ کو بتانا چاہتا تھا جس کے کچھ حصے مَیں نے بتائے ہیں وہ یہ ہے کہ

انگریزی کا محاورہ ہے

"In The Thick of it" پیشگوئیوں کے مطابق جو جنگ نور کی ظلمات سے آخری جنگ قرار دی گئی تھی وہ گھمسان کی شکل اختیار کر گئی ہے اور اس کے وسط میں اس وقت ہم اپنے آپ کو کھڑا پاتے ہیں۔ پس یہ بے فکری کا اور بے پرواہی کا زمانہ نہیں نہ میرے لئے نہ آپ کے لئے نہ میرے بچوں کے لئے اور نہ آپ کے بچوں کے لئے۔ ہمیں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا چاہیئے جب تک کہ ہم ظلمات کی یلغار کو جیسا کہ پیشگوئی کی گئی ہے اور بشارت دی گئی ہے اس دُنیا سے ہمیشہ کے لئے شکست نہ دے دیں اور اللہ جو نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے اس کا نور ساری دنیا میں پھیل جائے اور انسان کا دل اس سے منور ہو جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد پورا ہو جائے کہ نوعِ انسانی کو امتِ واحدہ بنا دیا جائے اور جو امتِ واحدہ سے باہر رہنے والے ہوں اُن کی دُنیا میں کوئی حیثیت باقی نہ رہے اور دُنیا کی

بڑی بھاری اکثریت

سارے انسانوں کا ۹۵ فیصد یا ۹۸ فیصد یا ۹۹ فیصد یا ہزار میں سے ۹۹۹ مسلمان ہو چکے ہوں۔ اس قسم کے حالات انشاء اللہ پیدا ہوں گے لیکن یہ حالات جو ہمیں افقِ غلبۂ اسلام پر روحانی آنکھ سے نظر آرہے ہیں اس کے لئے ہمارے جسموں اور ہماری روحوں نے قربانیاں دینی ہیں لیکن یہ قربانیاں محض مادی قربانیاں نہیں ہیں بلکہ ان میں بنیادی حیثیت رکھنے والی یہ قربانی ہے کہ ہم اپنے وقتوں کو خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں میں خرچ کریں کہ خدا تعالیٰ نوعِ انسانی پر رحم فرمائے اور انسانیت جو آج گندی زلیست کی دلدل میں نیچے ہی نیچے دھنستی چلی جا رہی ہے، مَیں کہتا ہوں کہ گردن تک ڈوب گئی ہے خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کو منہ سے پکڑیں اور اُوپر نکال لیں۔ اور خدا تعالیٰ کے غضب اور قہر سے انسان کو محفوظ کر لیا جائے اور وہ خدا تعالیٰ کو پہچاننے لگیں اس کی Recognition

معرفت اور عرفان

انہیں حاصل ہو۔ اس قدر پیار کرنے والے رب سے وہ دُور پڑے ہیں۔ اتنی محرومی! اور اس محرومی کا انہیں احساس نہیں۔ محسنِ اعظم صلعم کو وہ پہچانتے نہیں اور اس کے احسان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اتنا احسان ہے اتنا احسان ہے کہ سمندروں کے پانی تو ایک قطرہ ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کے سمندر کے مقابلہ میں لیکن ان لوگوں کو کوئی احساس ہی نہیں کوئی علم ہی نہیں کوئی توجہ ہی نہیں۔ ساری دنیا کو اس طرف لے کر آنا ہماری ذمہ داری ہے۔ لیکن تلوار کے زور سے یا سر پھوڑ کر یا ایٹم بم استعمال کر کے یا اس سے بھی زیادہ مہلک ہتھیار جو آج انسان ایجاد کر رہا ہے اس کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ جو اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اس سے دعائیں کر کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے ہمارے لئے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء آیت: ۴) کا اُسوہ چھوڑا ہے اس اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک زندہ نبی ہیں، قیامت تک کے لئے۔ آپؐ کی قوّتِ قدسیہ اور روحانی فیضان بنی نوعِ انسان کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ آپؐ قدموں پر جمع ہوں اور آپؐ کے فیوض سے حصہ لیں۔ پس

آپ دُعائیں کریں

کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بھی فضل کرے اور رحم کرے اور اپنے پیار سے ہمیں نوازے اور ہماری غلطیوں کو معاف فرمائے اور ہمیں آئندہ کی غلطیوں سے بچائے اور بنی نوعِ انسان کی خدمت کا جو فریضہ ہم پر عائد کیا گیا ہے ہمیں اسے مادی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی پوری طرح اور کامل طور پر نباہنے کی توفیق عطا کرے اور ہمیں توفیق دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھاٹھیں مارنے والے پیار کے سمندر میں سے ہم اپنے برتن بھریں اور اس پیاسی دُنیا کے مُنہ کے ساتھ جا کر لگائیں اور اس پیار کے نتیجہ میں ان کے دلوں کو خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنے میں کامیاب ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔

اب آپ جائیں گے۔ خدا تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا ناصر ہو اور محافظ ہو اور آپ اسی کی پناہ میں رہیں اور آپ کو وہ ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہر خیر میں آپ کو حصہ دار بنائے۔ آپ کو دُنیا پر

احسان کرنے والا وجود

بنائے، دنیا کا خادم بنائے، فسادات کو دُور کرنے والا بنائے، فساد سے بچنے والا بنائے اور آپ دنیا پر یہ ثابت کریں کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر جو ذمہ داری ڈالی تھی خدا نے پھر اپنے فضل سے یہ توفیق بھی دی کہ ہم نے اس کو نباہ لیا۔ اور جب ہم اپنے فرائض پورے کر کے مریں تو خدا تعالیٰ ہم سے غصے نہ ہو اور ناراض نہ ہو بلکہ ہم سے پیار کرنے والا ہو اور ہم اس کی رضا کی جنتوں میں جانے والے ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

(اس خطاب کے بعد حضور نے انصار اللہ کا عہد دُہرایا۔ تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر حضور کے ساتھ یہ عہد دُہرایا اور اس کے بعد اجتماعی دُعا ہوئی جس کے ساتھ یہ بابرکت اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا)

اَخبارِ قادیان

★— محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری ایڈیٹر ہفت روزہ بدر نے اپنی شدید بیماری کے سلسلہ میں تقریباً پانچ ماہ کی طویل رخصت کے بعد مورخہ ۱۵/۲/۷۹ سے دوبارہ عملی طور پر اخبار بدر کی ایڈیٹ و نگرانی کا فریضہ ادا کرنا شروع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا کرے۔

★— مکرم مولوی مسعود احمد صاحب جہلمی سابق مبلغ نیویارک (امریکہ) مورخہ ۱۷/۲/۷۹ کو مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے قادیان تشریف لائے۔ ★— محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ کو کافی دیر سے گھٹنوں میں تکلیف چلی آرہی تھی گھٹنوں کی تکلیف کے علاج کے نتیجہ میں ہائی بلڈ پریشر وغیرہ کی تکلیف بھی ہو گئی ہے۔ صحتِ کاملہ کے لئے احباب دُعا فرمائیں۔ ★— مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی نائب ناظر امورِ عامہ مورخہ ۱۸/۲/۷۹ کی اچانک اختلاجِ قلب کے باعث طبیعت خراب ہو گئی۔ علاج جاری ہے۔ صحتِ کاملہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ ★— مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی اے درویش کئی سال سے اعصابی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو اب شدت اختیار کر گئی ہے۔ کامل صحت کے لئے دُعا فرمائی جائے۔ ★— مکرم بشیر احمد خاں صاحب درویش شدید یرقان کے باعث کافی روز امرتسر ہسپتال میں داخل رہ کر علاج کرانے کے بعد چند روز کے لئے قادیان آئے ہیں۔ موصوف کا چند روز تک پتھری کا اپریشن ہو گا۔ صحتِ کاملہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے ★— مکرم ڈاکٹر عبد الحفیظ صاحب آف قطر (متوطن دہلی) مورخہ ۴/۲/۷۹ کو اپنی شادی کے بعد اپنی والدہ محترمہ اور بڑے بھائی مع اہل و عیال کے ساتھ اپنے بہنوئی مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر کے پاس تشریف لائے اور مورخہ ۲۳/۱/۷۹ کو واپس تشریف لے گئے۔ انہیں دِنوں مکرم مولوی خورشید احمد صاحب نے اپنی دو بچیوں کا عقیقہ کیا اور کافی احباب کو اپنے گھر کھانے پر مدعو کیا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت کرے۔ آمین۔ ★— عزیز بشارت احمد ناصر ابن حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل رضی اللہ عنہ کو چند روز قبل گرنے کے باعث بازو کی ہڈی میں فریکچر ہو گیا تھا۔ اب عزیز کے بڑے بھائی مکرم مولوی سعادت احمد صاحب جاوید اپنے رشتہ داروں کے پاس بریلی جاتے ہوئے ان کو ساتھ لے گئے ہیں تاکہ وہاں اُن کا خاطر خواہ علاج ہو سکے مورخہ ۱۹/۲/۷۹ کو عزیز کا بریلی *

---

* میں اپریشن ہونا تھا۔ عزیز کی کامل صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

بھارتیہ دھرم سمّیلن کرناٹک (بنگلور) میں جماعتِ احمدیہ کی نمائندگی

رپورٹ مرسلہ :- مکرم سیّد احمد صاحب نائب صدر جماعتِ احمدیہ بنگلور ۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر واحسان ہے کہ محض اُس نے اپنے فضل وکرم سے ہزاروں افراد تک معجزانہ رنگ میں اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمدُ للہ ثمّ الحمد للہ۔

مختلف اخبارات میں تیسری دھرم سمّیلن کرناٹک کا اعلان ہوا کہ ۲/۷۹ کو بنگلور میں ہو رہی ہے۔ جس میں تمام مذاہب کے نمائندے امن، شانتی اور اتفاق واتحاد پر تقاریر فرمائیں گے۔ اس اعلان کو پڑھ کر مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ شیموگہ، بنگلور تشریف لے آئے اور جماعت کے مشورہ سے مکرم صبغۃ اللہ صاحب اور مکرم حفیظ اللہ صاحب کے ساتھ سمّیلن کمیٹی کے ممبران سے ملاقات کرکے جماعتِ احمدیہ کی طرف سے تقریر کرنے کی درخواست کی۔ مگر ممبران کمیٹی نے معذرت کی اور کہا کہ پروگرام شائع ہوچکا ہے۔ بڑی بحث و دو کے بعد سمیلن کے بانی شری راگھ ویندر گروجی بسواپٹن نے پانچ منٹ تقریر کرنے کا موقعہ دیا۔ اور فرمایا کہ تقریر لکھ کر پڑھیں پھر ہم تقریر کو میگزین میں شائع کریں گے۔

لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ غیر احمدی اور سکھ دھرم کے نمائندے نہ آنے کی وجہ سے مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ کو اسلام کی نمائندگی کرنے کا دس منٹ موقع دیاگیا۔ اور مکرم مولوی صاحب کو اسٹیج پر بُلوا کر گُل پوشی کی۔ پھر تقریر کرنے کا اعلان کیا۔ مکرم مولوی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کے معنے سلامتی؛ شانتی اور امن کے ہیں۔ اور اسلام ہمیں سلامتی، شانتی اور امن کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت ربّ العالمین کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس کی ربوبیت عام ہے۔ اور مثالیں دے کر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو واضح کیا۔

آخری تقریر مکرم بی۔ایم۔ داؤد احمد صاحب نے کی جس میں موصوف نے اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو پیش کیا کہ آپ ہندوؤں کے لئے کرشن، عیسائیوں کے لئے مسیح اور مسلمانوں کے لئے مہدی ہیں۔

بُک سٹال

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے سمّیلن میں بُک سٹال لگایا گیا جس میں انگریزی۔ کنڑی ہندی اور اُردو لٹریچر ترتیب سے رکھا گیا۔ اس موقعہ پر کنڑی زبان میں "وہی ہمارا کرشن" اڑھائی ہزار کی تعداد میں شائع کرکے تقسیم کیا گیا۔ اور بُک سٹال پر آکر اکثر تعلیم یافتہ احباب لٹریچر حاصل کرتے رہے۔ اسٹیج پر جاکر کرناٹک کے مختلف مٹھ کے مخصوص گوروؤں اور معززین اور مقررین کی خدمت میں جماعتِ احمدیہ کا لٹریچر دیاگیا۔ جس کو انہوں نے بڑے احترام اور شوق ومحبّت سے قبول کیا۔

آخر پر منتظمین سے اجازت لے کر جماعتِ احمدیہ کی طرف سے بانیٔ سمّیلن شری راگھ ویندر گروجی اور صدرِ جلسہ کی گُل پوشی کی گئی۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس موقعہ پر سب احبابِ جماعت نے بہت اچھا تعاون کیا۔ مگر مکرم محمد ظفر اللہ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی نگرانی میں مندرجہ ذیل خدام اور اطفال نے جس مستعدی سے کام کیا وہ شکریہ اور دُعا کے زیادہ مستحق ہیں۔

(۱) مکرم نعمت اللہ صاحب (۲) مکرم مجیب اللہ صاحب۔

(۳) " سلیم احمد صاحب۔ اور اطفال میں :-

عزیزم شاہ نواز حلیم۔ عزیزم محمد انوار اللہ اور عزیزہ مریم صدّیقہ۔

اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ اور اخلاص میں برکت دے۔ آمین۔

بزرگانِ سلسلہ اور احبابِ جماعت سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ دُعا فرمادیں اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے اس کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین :

درخواستِ دُعا :-

(۱) مکرم ایم۔یو درّد صاحب مقیم برمنگھم (انگلینڈ) ایک انٹرویو میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان کی اعلیٰ اور نمایاں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(۲) مکرم چوہدری رشید احمد صاحب مقیم Warwickshire انگلینڈ کی والدہ صاحبہ دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے کافی دیر سے بیمار چلی آرہی ہیں ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (محمود احمد عارف ناظر بیت المال آمد۔ قادیان)

نظامِ مصطفےٰ — بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

ایسے افراد پر عائد ہی نہیں ہوتی۔ ان کے بارہ میں انہیں افراد سے بارگاہِ الٰہی میں باز پُرس ہوگی جو اسلامی مُلک ہوتے ہوئے اپنے آپ کو عملی طور پر اسلام کے رنگ میں کہاں تک رنگین کرتے ہیں۔ اور اپنے عمل اور کردار سے کہاں تک اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتے ہیں!

محمد حفیظ بقاپوری

دینی نصاب } برائے امتحان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان۔!!

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سال ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۳۵۸ ہش کے امتحان دینی نصاب کے لئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفِ لطیف "آسمانی فیصلہ" بطور نصاب مقرر کی گئی ہے۔ انشاء اللہ امتحان ۲ ستمبر بروز اتوار ہوگا۔ احباب امتحان کے لئے ابھی سے کتاب کا مطالعہ شروع فرمادیں۔ اور زیادہ تعداد میں شریکِ امتحان ہوکر علمی وروحانی فائدہ حاصل کریں۔ کتاب کی رعائتی قیمت پچاس پیسے ہے ڈاک خرچ اس کے علاوہ ہوگا۔ زیادہ کتب منگوانے سے اخراجاتِ ڈاک میں بچت رہتی ہے۔ کتب نظارت دعوت وتبلیغ سے منگوائی جاسکتی ہیں۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

اظہارِ تشکّر ودرخواستِ دُعا

مکرم ناصر احمد صاحب سیکرٹری امور عامّہ جمشید پور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے عہدہ میں ترقی (Promotion) عطا فرمائی ہے۔ اس خوشی میں آپ نے مندرجہ ذیل مدات میں چندہ ادا کیا ہے۔ شکرانہ فنڈ پچاس روپے۔ نشر واشاعت پچاس روپے۔ اعانتِ بدر پندرہ روپے درویش فنڈ پندرہ روپے اور مرمت مقاماتِ مقدسہ میں بیس روپے۔ احبابِ جماعت دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس ترقی کو بابرکت بنائے۔ مزید ترقی کی راہیں کھولے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کا زیادہ سے زیادہ موقعہ فراہم کرے۔ نیز اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین ۞

(ناظر دعوت وتبلیغ قادیان)

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR.
MANUFACTURERS & ORDER SUPPLIERS,
PHONES :- 52325 / 52686.
ویرائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پرلیدر سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ ومردانہ چپلوں کا واحد مرکز
مینو فیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز
چپل پروڈکٹس
۲۹/۴۲ مکھنیا بازار ۔ کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل ۔ سکوٹرس کی خرید وفروخت اور تبادلہ کے لئے "آٹو ونگس" کی خدمات حاصل فرمائیے
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS — 600004.
PHONE NO. 76360.
آٹو ونگس

نظامِ وصیّت کی برکات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء کے موقعہ پر اپنی ایمان افروز تقریر میں فرمایا کہ :-

"جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشا کے ماتحت ہر فردِ بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا۔ اور دُکھ۔ درد اور تنگی کو دُنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائے گا۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ، لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیوں؟ وصیت بچوں کی ماں ہوگی، جوانوں کی باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی۔ اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا۔ اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا۔ بلکہ دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔ نہ قوم، قوم سے لڑے گی۔ بلکہ اس کا احسان سب دُنیا پر وسیع ہوگا"

حضور کا یہ ایمان افروز خطاب مزید کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ ہمارے وہ احمدی بھائی اور بہنیں۔ عزیزان و بزرگان جنہوں نے تا حال وصیت نہیں کی ہے۔ اُن کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد وصیت کر کے خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ "نظامِ وصیت" میں شامل ہو کر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے احباب کے اموال اور نفوس میں برکت دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رسالہ الوصیۃ دفتر ہذا سے مفت طلب فرمائیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

منظوری ممبران مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت سنہ ۱۹۷۹ء کے لئے درج ذیل ممبران مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ جسے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے زیر ریزولیشن نمبر ۷۹ خ مورخہ ۲۲۔دسمبر ۱۹۷۸ء ریکارڈ کیا ہے۔

ناظرِ اعلیٰ قادیان

(۱)۔ صدر مجلس کارپرداز	محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔
(۲)۔ سیکرٹری 〃 〃 〃	سیکرٹری بہشتی مقبرہ مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی۔
(۳)۔ ممبر 〃 〃 〃	ناظر بیت المال آمد مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف۔
(۴)۔ ممبر 〃 〃 〃	مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری۔

فہرست نمبر ۳۰

منظوری انتخاب جماعتِ احمدیہ کوٹار (تامل ناڈو)

مکرم وی۔ ایم عبدالرحیم صاحب کو بطور صدر، سیکرٹری تبلیغ و سیکرٹری مال جماعتِ احمدیہ کوٹار ۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۸۰ء تک نظارت ہذا کی طرف سے منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

ناظرِ اعلیٰ قادیان

مالی خدمت دین کا نصف حصہ ہے

فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ

"میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ اس زمانہ میں خصوصاً اور ویسے عموماً مالی خدمت دین کا نصف حصہ ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے اپنی ابتداء میں ہی جو صفت متقیوں کی بیان فرمائی ہے۔ اس میں اُن کی ذمہ داریوں کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ یعنی متقی تو وہ ہیں جو ایک طرف تو خدا کی محبت میں اس کی عبادت بجا لاتے ہیں۔ اور دُوسری طرف اپنے خدا داد رزق سے دین کی خدمت میں خرچ کرتے ہیں۔

اس اہم آیت میں گویا دینی فرائض کا پچاس فی صدی حصہ انفاق فی سبیل اللہ کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے جہاں جہاں اعمالِ صالحہ کی تلقین فرمائی ہے وہاں ہر مقام پر لازماً صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو خاص طور پر نمایاں کر کے بیان کیا ہے۔"

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

چندہ وقفِ جدید کے بارے میں
قائدین مجالس خدام الاحمدیہ سے درخواست

چندہ وقفِ جدید کی ذمہ داری سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اطفال الاحمدیہ پر ڈالی ہوئی ہے۔ اور حضور نے پندرہ سال سے کم عمر کے بچوں اور بچیوں کو ایک روپیہ ماہوار چندہ وقفِ جدید ادا کرنے کی تحریک فرمائی ہے۔ چنانچہ ربوہ میں وقفِ جدید کے دو دفاتر قائم ہیں۔ دفتر بالغان اور دفتر اطفال۔ اب قادیان میں بھی بچوں کے چندہ وقفِ جدید کا علیحدہ حساب رکھنے کا انتظام کیا جائے گا۔

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ سے یہ درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے حلقہ کے اطفال کی فہرست مرتب فرما دیں اور ہر بچے سے کم از کم ایک روپیہ ماہانہ وصول کریں اور دفتر وقفِ جدید کو مطلع فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

تصحیح

اخبار بدر مجریہ ۱۵ر فروری ۷۹ء مصلح موعودؓ نمبر صفحہ ۱۱ کالم ۱ و ۲ میں نیچے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی کے نواسہ کی تاریخ ولادت سہوِ کتابت سے ۲۱ر فروری ۷۹ء شائع ہو گئی ہے۔ ولادت کی صحیح تاریخ ۲۱ر جنوری ۷۹ء ہے۔ احباب اس کے مطابق تصحیح فرمالیں۔ مکرم حامد احمد صاحب نے مبلغ پانچ روپے بطور صدقہ ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

(ایڈیٹر بدر)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ وعدہ کنندگان سے درخواست

جماعت کے جن مخلصین نے "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" میں وعدے کر رکھے ہیں اُن میں سے بعض نے تو سو فیصدی ادائیگی کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر دے اور اُن کے اموال و نفوس میں خیر و برکت عطا کرے۔ بعض دوست قسط وار ادائیگی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنے فضلوں اور انعامات سے نوازے۔ آمین۔ مگر بعض دوست ایسے بھی ہیں جن کی ادائیگی حسب وعدہ نہیں ہو رہی ہے۔ ایسے دوستوں، عزیزوں، بزرگوں اور بہنوں کی خدمت میں فرداً فرداً یاد دہانی بھجوائی جا رہی ہے۔ اور اس اعلان کے ذریعہ بھی ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق ادائیگی کر کے اللہ تعالیٰ کے افضال اور انعامات کے وارث بنیں۔ غلبۂ اسلام کے اس عظیم الشان منصوبہ میں اُن کی یہ قربانی اسلام کی ترقی اور فتح کے دن کو قریب تر لانے والی اور اُن کے خاندان اور اُن کی نسلوں کے لئے خیر و برکت کا موجب بنے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(ناظر بیت المال آمد۔ قادیان)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۷۹ء رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی ۔۳